پاکستان میں سماجی و اقتصادی ترقی پر تیز رفتار اضافہ آبادی کے اثرات

جلد : ۳

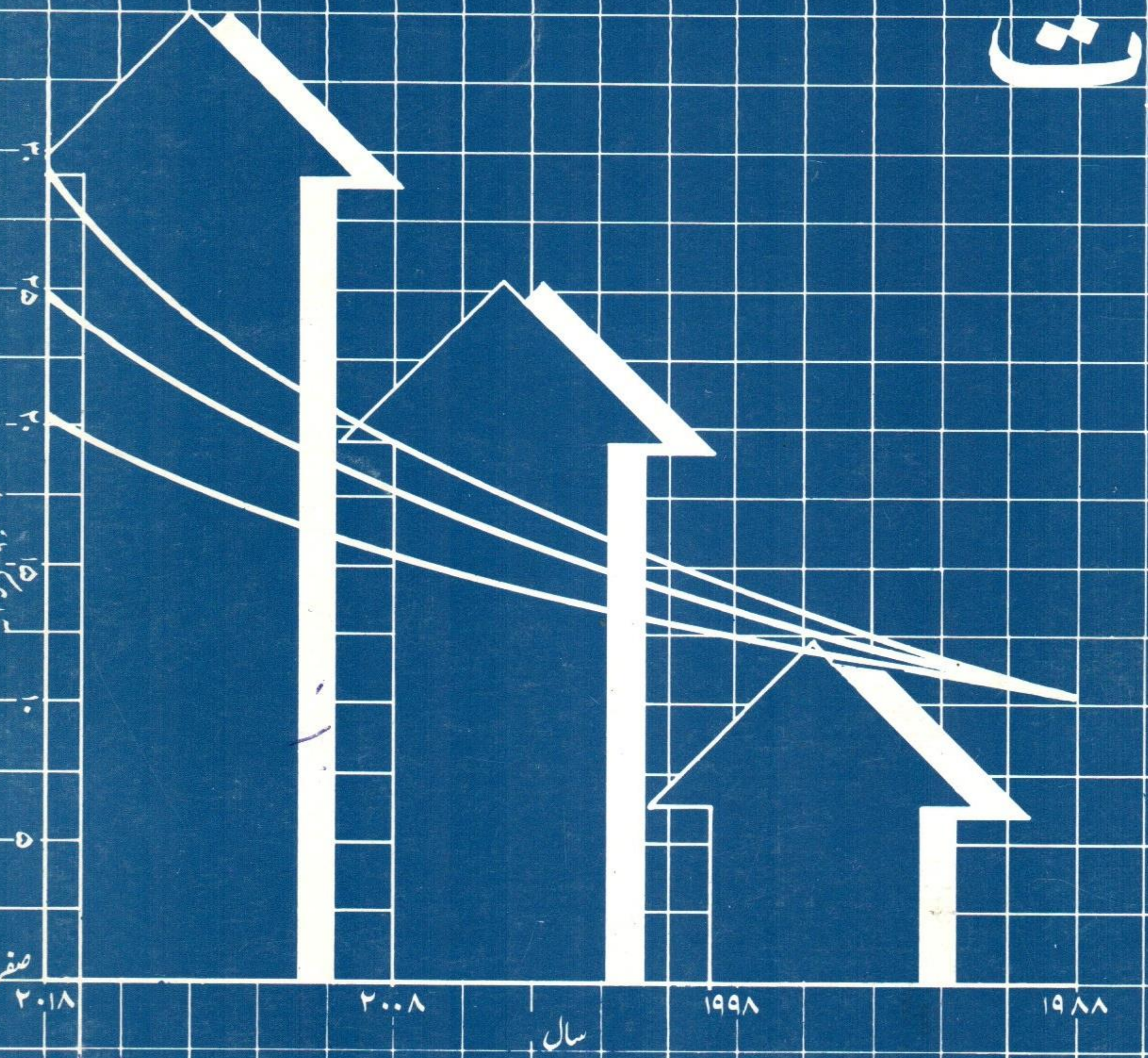

قومی ادارہ برائے مطالعہ آبادی

اسلام آباد، پاکستان

دسمبر ۱۹۹۱ء

پاکستان میں سماجی و اقتصادی
ترقی پر تیز رفتار اضافہ آبادی کے اثرات

جلد : ۳

مُصنّف: فیوچرز گروپ ، واشنگٹن ڈی سی

مُترجم: قومی ادارہ برائے مطالعہ آبادی

ادارہ ابلاغ ، وزارت بہبود آبادی

نظرثانی: ڈاکٹر محمود سلیم جیلانی ، ڈاکٹر سُلطان ہاشمی

ڈاکٹر توصیف احمد، سجاد لطیف اعوان، منصور الحسن بھٹی

ظفر اقبال قمر ، ربیعہ سعید

This study is the result of collaborative effort between the Futures Group (Washington) and National Institute of Population Studies (NIPS). NIPS is grateful to USAID for financial and technical assistance throughout the study as well as this presentation.

قومی ادارہ برائے مطالعہ آبادی

اسلام آباد، پاکستان

دسمبر ۱۹۹۱ء

This study is the result of collaborative effort between the Futures Group (Washington) and National Institute of Population Studies (NIPS). NIPS is grateful to USAID for financial and technical assistance throughout the study as well as this presentation.

رہنما پرنٹرز۔ اسلام آباد

پیش لفظ

مطالعہ آبادی کے لئے پاکستان میں بڑھتی ہوئی آبادی اور تمام افراد خاص طور پر پالیسی بنانے والے منصوبہ ساز اور انتظامی امور سر انجام دینے والوں کے درمیان ربط پیدا کرنا اور اپنی پالیسیوں منصوبوں اور پروگرام میں مشکلات کا تدارک کرنا ہے۔ اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے کسی خاص محنت کی ضرورت نہیں ہے کہ معیشت کے ترقیاتی پروگرام پر آبادی کے اثرات سے ناواقفیت سے بہت ہی نقصان دہ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

قومی ادارہ برائے مطالعہ آبادی نے بڑھتی ہوئی آبادی کے منتخب شدہ شعبہ جات اور دوسری سماجی خدمت کے تعلق کو اس کتاب میں پیش کیا ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے پاکستان کی سماجی اور معاشی ترقی پر اثرات ساتویں منصوبے کے پہلے سال ۱۹۹۰ کی بنیاد پر مرتب کئے گئے ہیں۔

تاہم کمپیوٹر پروگرام میں یہ لچک رکھی گئی ہے کہ مستقبل میں مزید معلومات کی روشنی میں اس کتاب میں تبدیلیاں لائی جاسکیں۔

میں یہ امید رکھتا ہوں کہ حکومت کے مختلف ادارے اس پیغام کو مزید آگے بڑھائیں گے اور قوم کے ہر فرد کو تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کے اثرات سے آگاہ کریں گے۔ میں فیوچرز گروپ (امریکہ) کا یہ معلومات اکھٹے کرنے اور وزارت بہبود آبادی اور قومی ادارہ برائے مطالعہ آبادی کے متعلقہ افراد کی امداد کے لئے ان کا ممنون ہوں۔ مجھے امید ہے کہ یہ رابطہ مستقبل میں بھی قائم رہے گا اور عمدہ سطح کے مطالعہ جات منظر پر آتے رہیں گے جو عوام اور ان سب افراد کے لئے جو اس کام میں مشغول ہیں مفید ثابت ہوں گے۔

دسمبر ۱۹۹۱ء

ڈاکٹر محمود سلیم جیلانی
ایگزیکٹو ڈائریکٹر
قومی ادارہ برائے مطالعہ آبادی

فہرست مضامین

تعارف ۱

آبادی میں اضافہ اور رجحان ۳

اضافہ آبادی کا تاریخی رجحان ۴

شرح پیدائش، شرح اموات اور شرح اضافہ آبادی ۶

عمر اور کفالت کے لحاظ سے آبادی کی تقسیم ۸

اضافہ آبادی کی رفتار ۱۰

افزائش آبادی پر پیدائش کے مختلف مفروضات کا اثر ۱۲

سماجی و اقتصادی ترقی پر تیز رفتار اضافہ آبادی کے اثرات ۱۵

افرادی قوت اور زیر کفالت بچے ۱۶

مطلوبہ سرمایہ کاری ۱۸

شہری آباد کاری ۲۰

تعلیم ۲۲

صحت ۲۴

صحت کی سہولیات اور کارکن ۲۴

ایک سال سے کم عمر کے بچوں کی شرح اموات ۲۴

دوران زچگی خواتین کی شرح اموات ۲۸

آبادی کے منصوبوں کے نتائج ۳۱

شرح پیدائش کو کم کرنے میں تاخیر کے مضمرات ۳۲

معاشی و معاشرتی ترقی اور بہبود آبادی پروگرام کے شرح پیدائش پر اثرات ۳۴

مجموعی نتائج ۳۹

ماخذ ۴۱

تعارف

۱۹۷۴ء میں بخارسٹ کے مقام پر منعقدہ عالمی آبادیات کانفرنس میں پاکستان سمیت ایک سو چھبیس ممالک نے "عالمی آبادی کے منصوبہ عمل" کو اپنانے کا اعلان کیا۔ جس میں یہ امر تسلیم کیا گیا کہ "آبادی اور ترقی باہم مربوط ہیں آبادی کی سرگرمیوں کو جامع سماجی و اقتصادی منصوبوں اور پروگراموں سے مربوط ہونا چاہئے اور اس ربط کا عکس ملکی مقاصد و ذرائع اور اداروں کی تنظیم میں ظاہر ہونا چاہئے" (پیرا گراف ۹۵)

۱۹۸۴ء میں میکسیکو میں منعقد بین الاقوامی آبادیاتی کانفرنس میں انہی اصولوں اور مقاصد کی اہمیت کی تائید کی گئی۔ ترقیاتی عمل کی اہمیت کے حامل عناصر میں آبادی کا عنصر بھی اہم ہے۔ تاہم عالمی بنک کی عالمی ترقیاتی رپورٹ (World Development Report) ۱۹۸۴ء کے مطابق اضافہ آبادی کی بلند شرح' زیادہ شرح پیدائش اور بہت کم عمر افراد کا آبادی میں زیادہ تناسب ترقی کے عمل میں بالخصوص مشکل مسائل پیدا کرتی ہے۔ اس ضمن میں روزگار' تعلیم' صحت' زراعت اور شہری ترقی کے شبہ جات قابل ذکر ہیں۔ گو کہ ترقیاتی کاموں پر اثر انداز صرف آبادی ہی نہیں ہوتی مگر یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ ترقیاتی منصوبے اور پالیسیاں مرتب کرتے ہوئے اضافہ آبادی اور معاشرتی شعبہ پر اس کے اثرات کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔

ساتویں پانچ سالہ منصوبہ ۹۳-۱۹۸۸ میں پاکستان کی حکومت نے آبادی کی منصوبہ بندی کی موثر پالیسی کی ضرورت کی نشاندہی کی ہے۔ آبادی کے پروگرام میں سرمایہ کاری کی سطح کے اضافے کے لئے منصوبے میں خصوصی توجہ دینے کو کہا گیا ہے۔ اور آبادی میں اضافہ کی شرح کو کم کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ یہاں پر پیش کردہ تجزیہ کا مقصد ان مسائل کی نشاندہی کرنا ہے جو آبادی میں تیز رفتار اضافے اور بلند شرح پیدائش کے باعث پیدا ہوتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک کامیاب منصوبہ آبادی سے کیا فوائد حاصل ہوں گے۔ اس کا مقصد پالیسیاں بنانے والی صاحب اقتدار افراد کو پاکستان میں آبادی کے اضافے کے اثرات کو بہتر طور پر سمجھنے میں معاونت کرنا ہے۔ نیز بہبود آبادی پروگرام کے متعلق انہیں صحیح فیصلوں کی سمت رہنمائی فراہم کرنا ہے۔

یہ رپورٹ اور اس میں پیش کردہ گراف بعنوان "آبادی سے متعلق آگاہی کے پاکستان کی ترقی پر اثرات"

(Resources for the Awareness of Population Impacts on Development of Pakistan)

قومی ادارہ برائے مطالعہ آبادی (NIPS) نے فیوچرز گروپ (The Futures Group) کی تکنیکی معاونت سے تیار کی ہے۔ مبینہ حقائق و مفروضات کی بنیاد ساتویں پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ (۹۳-۱۹۸۸ء) اور طویل المدت منصوبے (Perspective Plaw) ۱۹۸۸ء ۲۰۰۳ء پر رکھی گئی ہے۔ اضافی اعداد و شمار اقتصادی سروے برائے پاکستان ۸۸-۱۹۸۷ء اور "سٹیٹ آف پاپولیشن ان پاکستان" (State of Population in Pakistan) اور دیگر حالیہ آبادیاتی سرویز سے لئے گئے ہیں۔

۲۰۰۳ء کے بعد کے تمام مفروضات کی بنیاد ریاضی کی ترکیبات پر رکھی گئی ہیں۔ اس کا مقصد مسئلہ کی مثالیں پیش کرنا ہے۔

آبادی کے منصوبوں کے اثرات

اضافہ آبادی کا تاریخی رجحان

پاکستان کی آبادی جو ۱۹۰۱ء میں ایک کروڑ چھیاسٹھ لاکھ تھی بڑھ کر ۱۹۴۷ء میں ۳ کروڑ پچیس لاکھ ہو گئی تھی۔ آج اس آبادی کا تخمینہ قریبا گیارہ کروڑ ہے۔ ۱۹۰۱ء - ۱۹۸۹ء کی درمیانی مدت کے دوران دنیا کی آبادی تین گنا اور ترقی پذیر ممالک کی آبادی چار گنا ہو گئی جب کہ پاکستان کی آبادی چھ گنا ہو گئی۔

اگر آبادی اسی رفتار سے بڑھتی رہی تو یہ ۲۰۰۰ء میں پندرہ کروڑ سے تجاوز کر جائے گی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پاکستان کی آبادی ایک صدی میں یعنی ۱۹۰۱ء سے لے کر ۲۰۰۰ء تک ۹ گنا ہو جائے گی۔ اس کے مقابلے میں دنیا کی آبادی چار گنا اور ترقی پذیر ممالک کی آبادی چھ گنا بڑھے گی۔

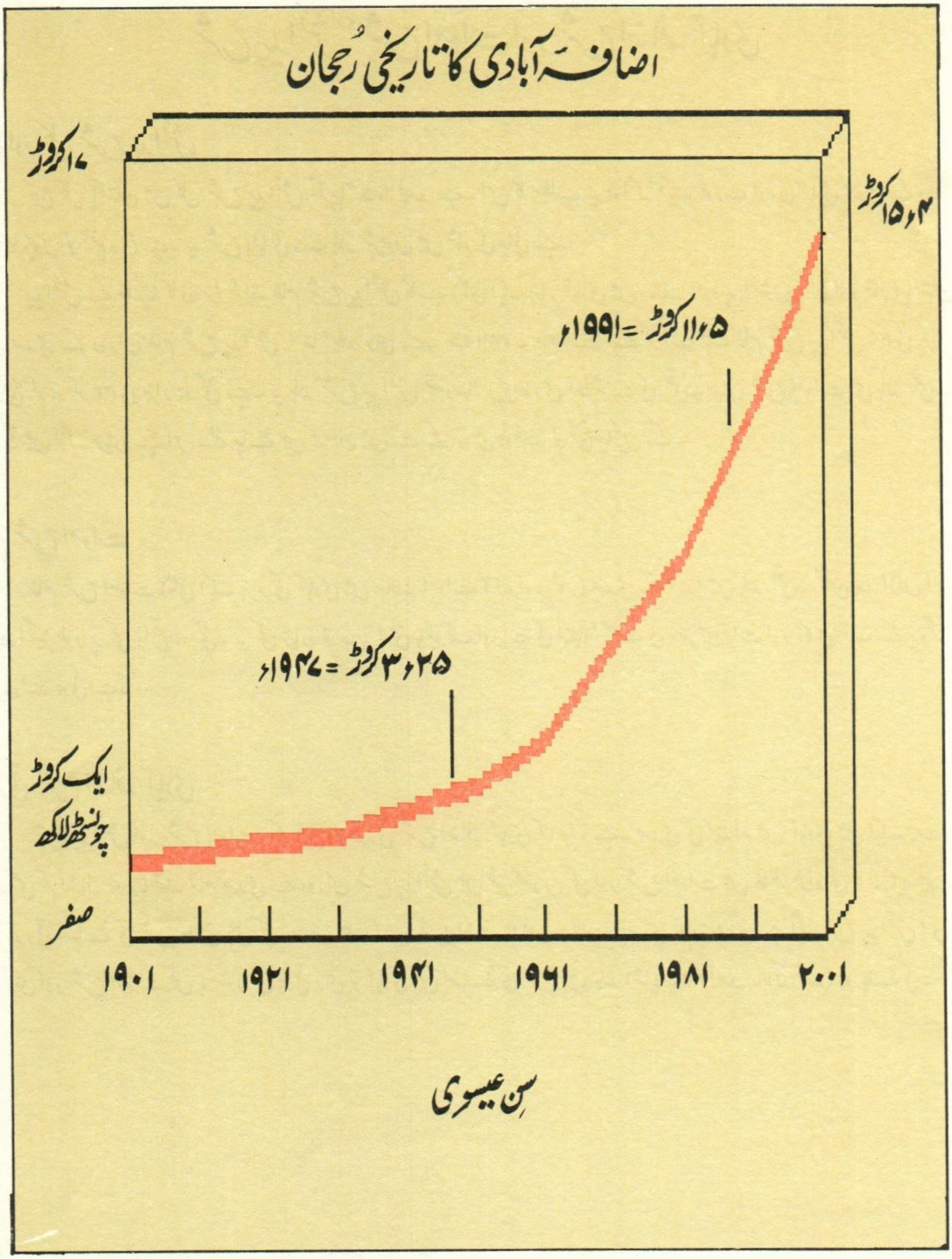

اضافہ آبادی کا تاریخی رُجحان
۱۷ کروڑ
۱۵٫۴ کروڑ
۵٫ ۱۱ کروڑ = ۱۹۹۱ء
۳٫۲۵ کروڑ = ۱۹۴۷ء
ایک کروڑ چونسٹھ لاکھ
صفر
۱۹۰۱
۱۹۲۱
۱۹۴۱
۱۹۶۱
۱۹۸۱
۲۰۰۱
سن عیسوی

شرح پیدائش، شرح اموات اور شرح اضافہ آبادی

خام اور کل شرح پیدائش

آج کل پاکستان میں کل شرح پیدائش تقریباً ۶ء۵ فیصد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک عورت اوسطاً اپنی زندگی کے دوران ۶ سے ۷ بچوں کو جنم دیتی ہے۔ یہ شرح دنیا کی بہت بلند شرحوں میں شمار کی جاتی ہے۔

پیدائش کے جانچنے کا دوسرا طریقہ خام شرح پیدائش کا ہے (یعنی ایک ہزار آبادی میں سالانہ زندہ پیدائشوں کا اعداد و شمار) پاکستان میں اس صدی کے دوران خام شرح پیدائش نسبتاً بلند رہی ہے۔ مثلاً ۱۹۰۱ء ـ ۱۹۱۰ء سے لے کر اب تک خام شرح پیدائش ۴۹ فی ہزار سے بتدریج کم ہو کر ۴۲ فی ہزار ہو گئی ہے۔ یہ بلند شرح پیدائش خصوصاً دیہی زرعی معاشرے کی تھی۔ جہاں شرح اموات بھی بلند تھی۔ دیہی علاقے میں لوگ زیادہ بچے اس لئے چاہتے ہیں کہ ان میں سے کچھ تو سن بلوغت کو پہنچ جائیں گے۔

خام شرح اموات

خام شرح اموات (یعنی ایک ہزار کی آبادی میں سالانہ اموات کا اعداد و شمار) صدی کے ابتدا میں بلند تھی۔ لیکن بعد ازاں اس میں حیرت انگیز طور پر کمی واقع ہوگئی۔ یہ کمی زیادہ تر جدید اینٹی بائیوٹک ادویات کی ایجاد، صحت کی بہتر سہولیات اور نکاسی آب کے پروگراموں کی بدولت ہوئی ہے۔

قدرتی شرح اضافہ آبادی

شرح پیدائش اور شرح اموات کے فرق کو قدرتی شرح اضافہ آبادی کہا جاتا ہے۔ صدی کی ابتداء میں آبادی میں ایک فیصد سالانہ سے بھی کم اضافہ ہو رہا تھا۔ تمام صدی کے دوران شرح پیدائش میں غیر محسوس کمی اور شرح اموات میں خاطرخواہ کمی کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ قدرتی اضافے کی شرح بڑھتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ یہ شرح اضافہ ۳ فیصد سالانہ سے بھی تجاوز کرگئی ہے اگر شرح پیدائش اسی طرح بلند رہی اور شرح اموات میں بدستور کمی ہوتی رہی تو آبادی میں اضافے کی شرح مزید بلند (شاید ۳ء۵ فیصد سالانہ تک) ہو جائے گی۔

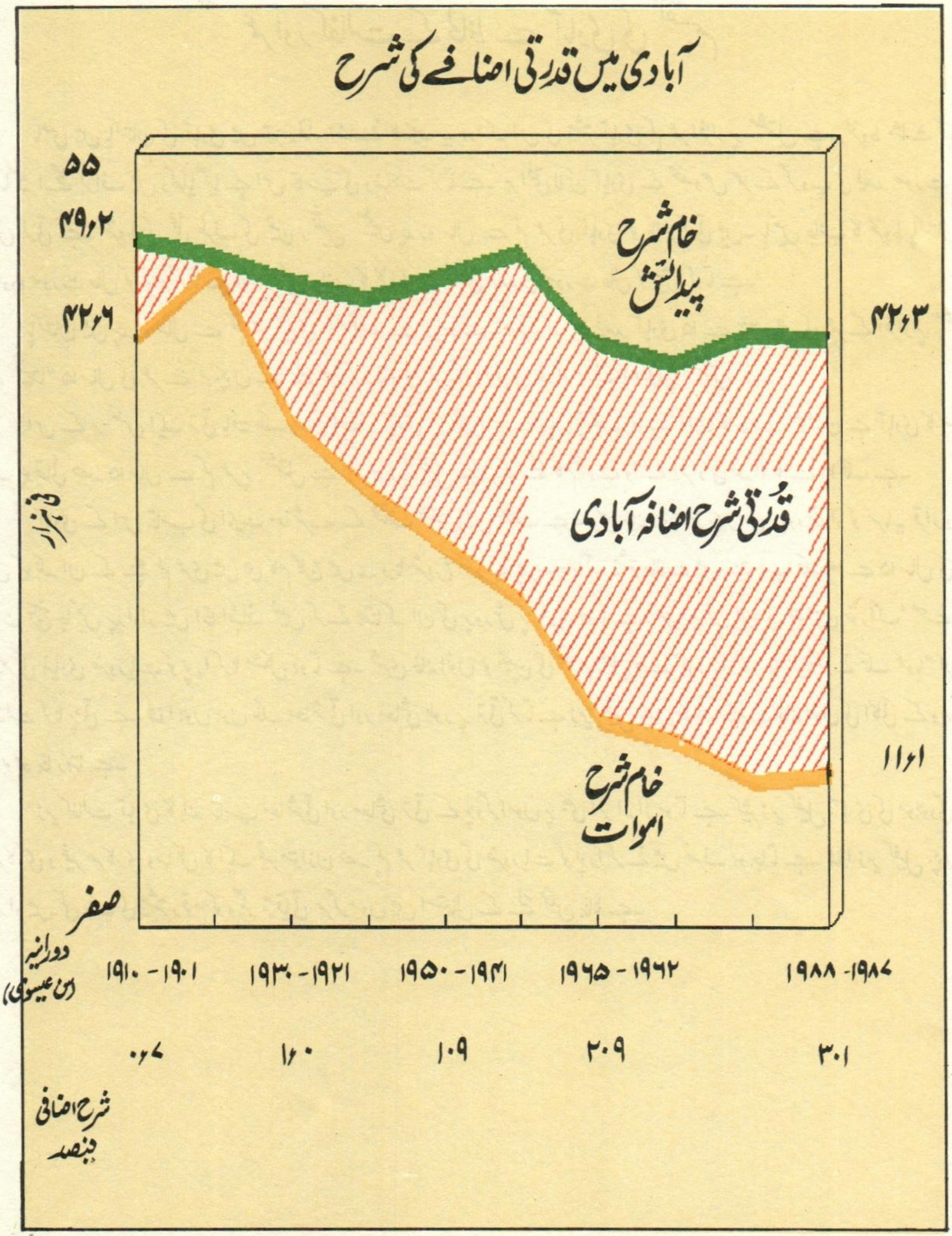

آبادی میں قدرتی اضافے کی شرح
۵۵
۴۹٫۲
۴۲٫۶
۴۲٫۳
خام شرح پیدائش
قدرتی شرح اضافہ آبادی
خام شرح اموات
۱۱٫۱
فی ہزار
صفر
دورانیہ (سن عیسوی)
۱۹۰۱ - ۱۹۱۰
۱۹۲۱ - ۱۹۳۰
۱۹۴۱ - ۱۹۵۰
۱۹۶۲ - ۱۹۶۵
۱۹۸۷ - ۱۹۸۸
۰٫۷
۱٫۰
۱٫۹
۲٫۹
۳٫۱
شرح اضافی بنصد

عمر اور کفالت کے لحاظ سے آبادی کی تقسیم

ماضی میں پاکستان کی آبادی میں تیز رفتار اضافے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی بیشتر آبادی کم عمر افراد پر مشتمل ہے۔ مخروط مثلث آبادی جیسا کہ اگلے گراف میں دکھایا گیا ہے اس تناسب کی وضاحت کرتا ہے۔ ہر افقی لائن آبادی کے مخصوص عمر کے گروپ کی فیصد صورت حال پیش کرتی ہے۔ مخروط کی نچلی طرف کی تین رنگین سطحیں پندرہ سال سے کم عمر کی آبادی کو ظاہر کرتی ہیں۔ بائیں جانب کا مخروط پاکستان کی موجودہ صورت حال کو ظاہر کرتا ہے اور دائیں جانب کا مخروط بینہ صنعتی ملک کی صورت حال کو پیش کرتا ہے۔

- پاکستان میں پندرہ سال سے کم عمر آبادی ۴۴ فیصد سے زیادہ ہے۔ جب کہ ۵۲ فیصد آبادی ۱۵ سے ۶۴ سال کی عمر کے افراد پر مشتمل ہے نتیجتاً ۱۵ سال کی عمر سے کم بچوں کے لئے کام کرنے والی عمر کے افراد کی تعداد صرف (۱:۲) پر مشتمل ہے۔
- اس کے بر عکس ایک ترقی یافتہ ملک جہاں اضافہ آبادی کی شرح کم ہے وہاں مختلف عمر کے افراد کا تناسب متوازن ہے آبادی کا صرف ایک چوتھائی حصہ ۱۵ سال سے کم عمر پر مشتمل ہے اور ہر زیر کفیل بچے کے لئے کام کرنے والے افراد کی تعداد ۲ سے ۳ تک ہے۔

آبادی کے اس تناسب کی اہمیت معاشرے کے مختلف طبقوں میں مختلف ہے۔ دیہی خاندان اکثر بچوں کی زیادہ تعداد کو سرمایہ قرار دیتے ہیں کیونکہ ان کے بچے کم عمری میں ہی کام کاج میں مدد دینا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ بیشتر حالات میں بچے جب تک ۱۰ سے ۱۵ سال کی عمر کو نہ پہنچ جائیں پیداوار میں اتنا اضافہ نہیں کرتے جتنا کہ ان کی پرورش پر خرچ ہوتا ہے۔ مزید بر آں ان کی متوازن خوراک، صحت اور تعلیم کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنا مشکل ہوتا ہے۔ شہری خاندانوں کو بچپن کی تعلیم مکمل ہونے اور روزگار حاصل کرنے تک عموماً ان کی کفالت کرنا پڑتی ہے۔ لہٰذا جوں جوں ملک معاشرتی اور معاشی طور پر ترقی کرتا ہے زیر کفیل بچوں کا بلند تناسب خاندانوں کی اکائی کے وسائل پر بوجھ بنا رہتا ہے۔

زیر کفالت آبادی کا بلند تناسب معاشرتی اور معاشی ترقی کے پروگراموں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ کثیر زیر کفیل آبادی کی موجودگی میں سرکاری و غیر سرکاری وسائل کا ایک غیر متوازن حصہ کم عمر آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے میں صرف ہو جاتا ہے۔ لہٰذا زیر کفیل بچوں کی تعداد میں کمی ملک کی بیشتر رقوم کو دیگر ترقیاتی سرگرمیوں میں استعمال کے لئے ممکن بناتا ہے۔

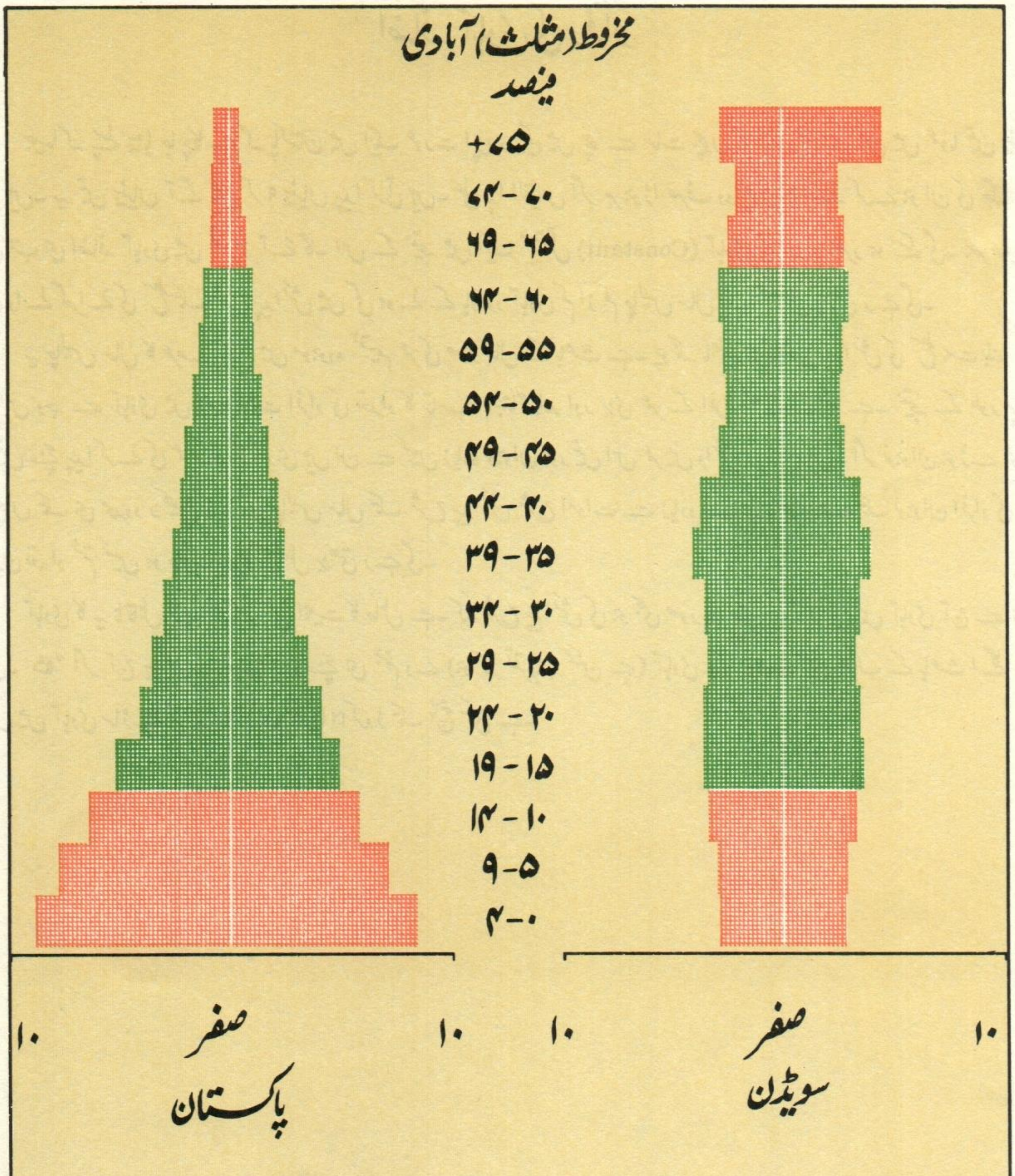

مخروط (مثلث) آبادی
فیصد
۷۵+
۷۰-۷۴
۶۵-۶۹
۶۰-۶۴
۵۵-۵۹
۵۰-۵۴
۴۵-۴۹
۴۰-۴۴
۳۵-۳۹
۳۰-۳۴
۲۵-۲۹
۲۰-۲۴
۱۵-۱۹
۱۰-۱۴
۵-۹
۰-۴
۱۰
صفر
۱۰
پاکستان
۱۰
صفر
۱۰
سویڈن

اضافہ آبادی کی رفتار

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ پاکستان میں ایک عورت اپنی زندگی میں چھ سے سات بچوں کو جنم دیتی ہے جن میں عموماً تین بیٹیاں ہوتی ہیں۔ یہ تین بیٹیاں آگے چل کر ۹ بیٹیاں پیدا کرتی ہیں۔ علی ہذا القیاس اگر ہر جوڑا صرف دو بچوں کا اضافہ کرے جو ان کی جگہ لے سکیں تب ہی اضافہ آبادی میں ٹھہراؤ آئے گا۔ اس کے نتیجہ میں ایک مستقل (Constant) آبادی کی تعداد مقرر ہو سکے گی۔ بہر حال دو بچوں والے گھرانے کی سطح تک شرح پیدائش میں کمی ہونے کے باوجود آبادی کم از کم چالیس سال تک مسلسل بڑھتی رہے گی۔

یہ چالیس سال کا عرصہ آبادی میں موجودہ تقسیم عمر کی صورتحال کے باعث ہے۔ چونکہ ماضی میں شرح پیدائش کی سطح بہت بلند رہی ہے اس وجہ سے آبادی میں زیر کفالت افراد کی تعداد کا تناسب نسبتاً بلند اور بڑی عمر کے افراد کا تناسب کم ہے۔ نتیجہ کے طور پر جو عورتیں بچے پیدا کرنے کی عمر سے گزر رہی ہیں ان سے کہیں زیادہ نوجوان عورتیں اس عمر میں داخل ہو رہی ہیں۔ اگر نوجوان جوڑے خود کو دو بچوں تک ہی محدود رکھیں تب بھی چالیس سال تک شرح پیدائش شرح اموات سے زیادہ رہے گی۔ اور جب تک نوجوان افراد کی غیر متوازن تعداد ختم نہیں ہو جاتی آبادی مسلسل بڑھتی رہے گی۔

آبادی کا یہ ناقابل تردید محرک اس اہمیت کا حامل ہے۔ کہ شرح پیدائش کی جو بھی صورت حال ہو مستقبل میں آبادی آج سے زیادہ ہو گی۔ مثلاً اگر آج ہر عورت اوسطاً دو بچے ہی جنم دے (جو کہ تقریباً ناممکن ہے) آبادی کے موجودہ حتمی محرک کے باعث اگلے دس سالوں میں آبادی ساڑھے گیارہ کروڑ سے تقریباً ۱۶ کروڑ تک پہنچ سکتی ہے۔

اضافہ آبادی کی رفتار

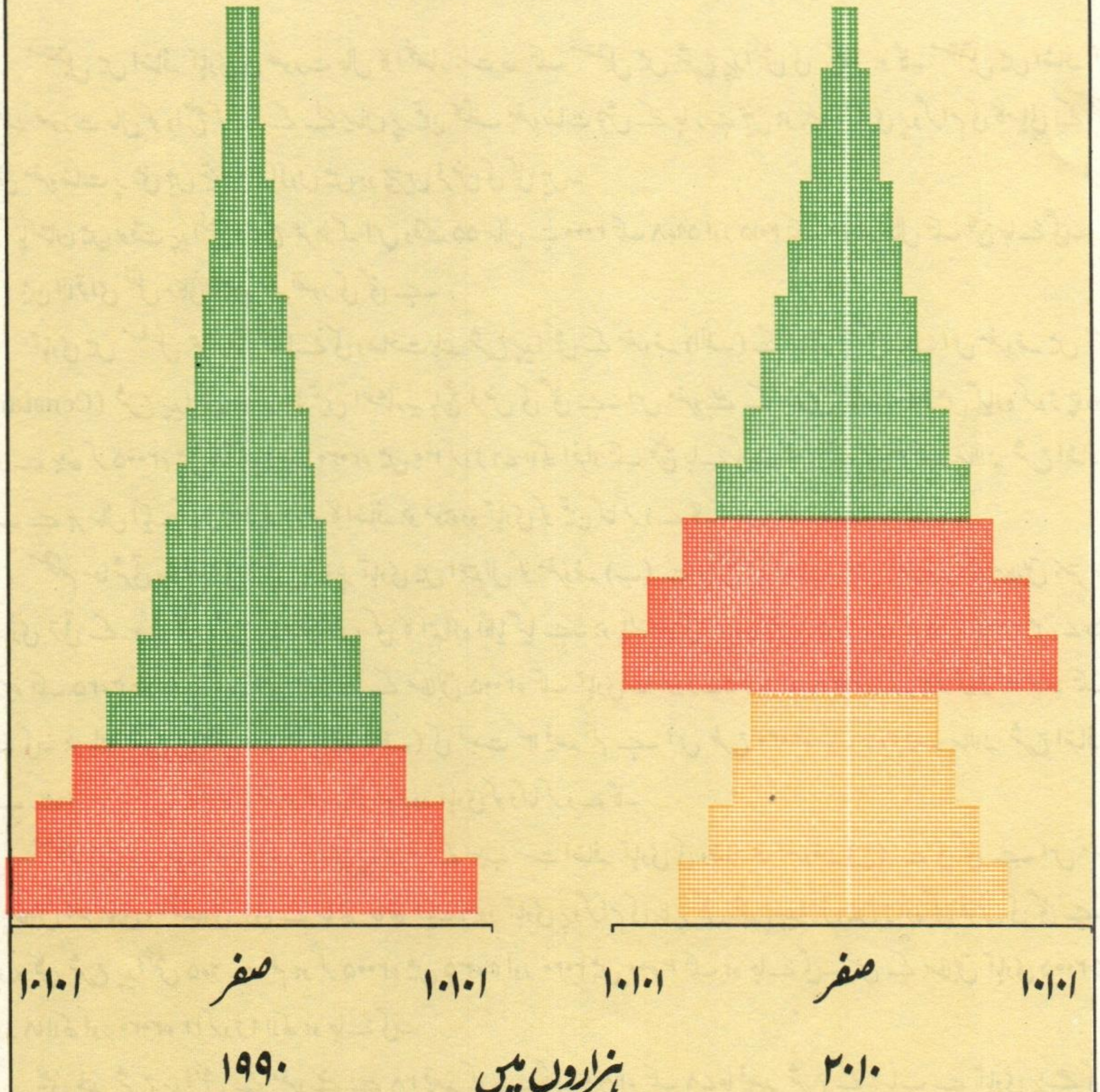

یہ مخروط ۱۹۹۰ء میں تقسیمِ عمر کو ظاہر کرتا ہے

یہ مخروط ۲۰۱۰ میں تقسیم عمر کو ظاہر کرتا بشرطیکہ
شرح پیدائش میں فوری طور پر دو بچّوں کے
خاندان کی حد تک کمی آجاتے

افزائش آبادی پر پیدائش کے مختلف مفروضات کے اثرات

مستقبل میں اضافہ آبادی کی صورت حال کا انحصار بہت حد تک مستقبل میں شرح پیدائش کی سطح پر ہو گا۔ مستقبل میں اضافہ آبادی کی ممکنہ صورت حال کو واضح کرنے کے لئے یہاں پر تین مختلف مفروضات پیش کئے جا رہے ہیں جو بہبود آبادی پروگرام کی کامیابی کے متعلق متبادل مفروضات پر مبنی ہیں تینوں اندازوں میں دو چیزیں فرض کی گئی ہیں۔

- پاکستان میں بوقت پیدائش متوقع عمر جو کہ اس وقت ۵۵ سال ہے ۲۰۰۰ تک ۵۹٫۸ اور ۲۰۱۵ تک ۶۵٫۴ سال تک پہنچ جائے گی۔
- بین الاقوامی نقل مکانی محض صفر تصور کی گئی ہے۔

آبادی میں مسلسل تیز رفتار اضافے کی وضاحت بلند شرح پیدائش کے مفروضہ (الف) کے ساتھ کی گئی ہے۔ اس مفروضہ میں مستقل (Constant) شرح پیدائش جو کہ اڑتیس اعشاریہ پانچ فرض کی گئی ہے۔ اس مفروضے کے مطابق آبادی ۱۹۹۰ میں گیارہ کروڑ چودہ لاکھ افراد سے بڑھ کر ۲۰۰۵ء میں ۱۸ کروڑ اور ۲۰۲۰ء میں ۳۰ کروڑ ۶ ۷ لاکھ افراد تک پہنچ جائے گی۔ ۲۰۲۰ تک ۳٫۷ فیصد سالانہ شرح اضافہ کے حساب سے ہر سال ایک کروڑ ۱۳ لاکھ افراد کا اضافہ جو موجودہ آبادی کو تین گنا کر دے گا۔

مستحکم معاشرتی و اقتصادی ترقی کی بنا پر آبادی میں اعتدال کو مفروضہ (ب) سے واضح کیا گیا ہے۔ اس مفروضہ کے مطابق بہتر سماجی و اقتصادی ترقی کے سبب کل شرح پیدائش میں کمی کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ جو پاکستان کی موجودہ شرح ۶٫۵ سے کم ہو کر ۲۰۰۵ میں ۵٫۷ اور ۲۰۲۰ء تک ۴٫۲۵ ہو جائے گی۔ اس مفروضے کے مطابق ۲۰۰۵ء تک آبادی ۱۷ کروڑ ۵۷ لاکھ اور ۲۰۲۰ء تک ۲۶ کروڑ ۶۳ لاکھ تک پہنچ جائے گی۔ جو بلند شرح پیدائش کے مفروضے (الف) کی نسبت ۱۳ فیصد کم ہے۔ اس طرح ۲۰۲۰ء تک ۲٫۵ فیصد سالانہ شرح اضافہ کے حساب سے ہر سال تقریباً ۶۶ لاکھ افراد کا اضافہ موجودہ آبادی کو دگنا کر دے گا۔

مستحکم ترقی اور ایک موثر بہبود آبادی پروگرام کے سبب ست اضافہ آبادی کی وضاحت مفروضہ (ج) سے کی گئی ہے۔ اس مفروضہ کے مطابق بہتر سماجی و اقتصادی ترقی کے ساتھ ساتھ ایک بہبود آبادی پروگرام کی بنا پر کل شرح پیدائش میں زیادہ کمی فرض کی گئی ہے۔ یعنی موجودہ کل شرح پیدائش ۶٫۵ سے کم ہو کر ۲۰۰۵ء میں ۴٫۳۵ اور ۲۰۲۰ میں ۳٫۰۰ تک ہو جائے گی۔ جس کے مطابق آبادی ۲۰۰۵ میں ۱۶ کروڑ ۱۸ لاکھ اور ۲۰۲۰ء ۲۲ کروڑ ۹ لاکھ ہو جائے گی۔

یعنی بلند شرح پیدائش کے مفروضے سے ۲۸ فیصد کم رہے گی۔ ۲۰۲۰ء تک ۱٫۷۸ فیصد شرح کے حساب سے آبادی بڑھے گی یعنی موجودہ صورت حال کی طرح ہی تقریباً ۳۹ لاکھ افراد کا سالانہ اضافہ ہو گا۔

یہ تین مفروضات اگلے باب میں معاشرتی و معاشی ترقی پر اضافہ آبادی کے اثرات کی وضاحت کے لئے استعمال ہونگے۔

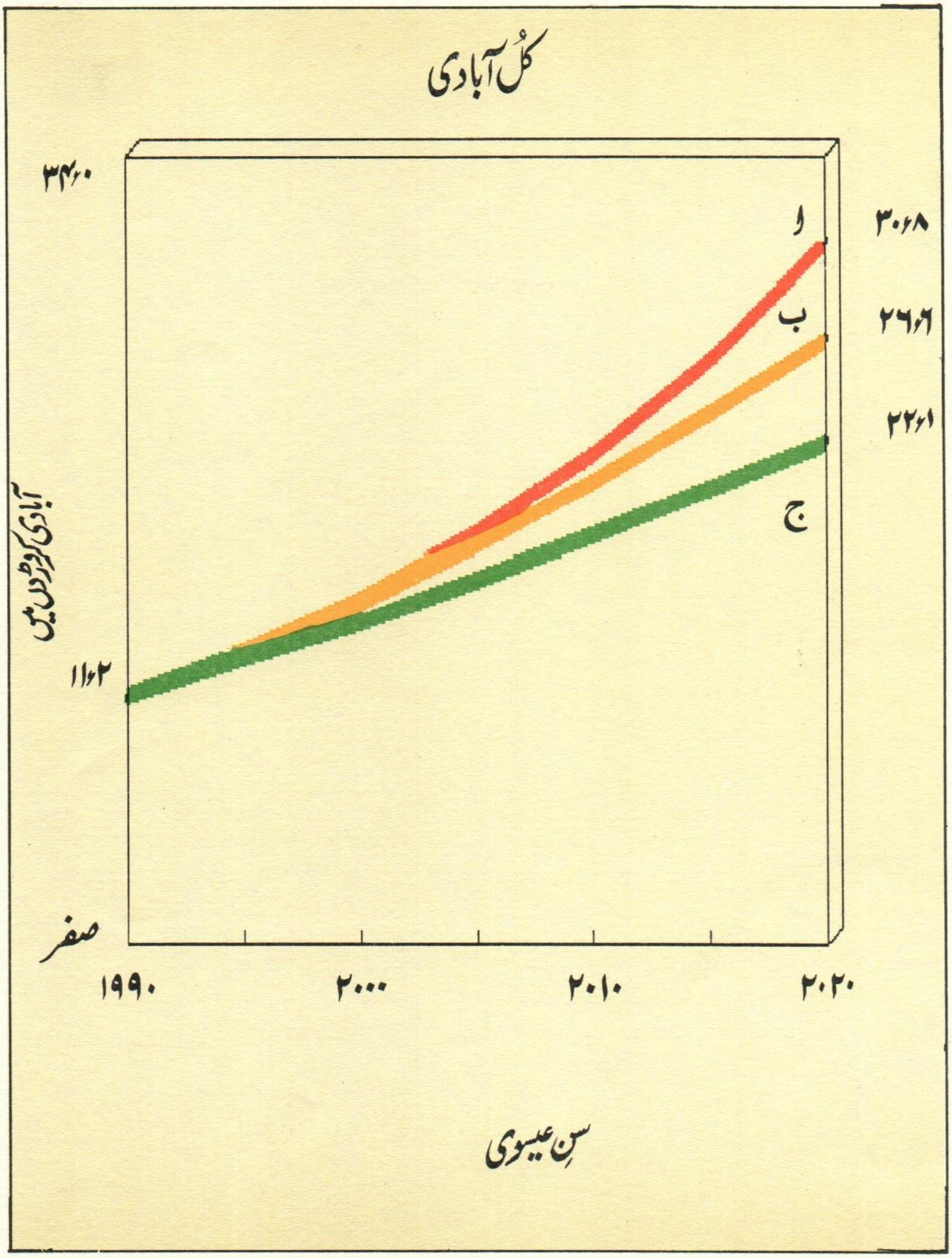
کُل آبادی
۳۴٫۰
۳۰٫۸
۲۶٫۶
۲۲٫۱
ا
ب
ج
آبادی کروڑوں میں
۱۱٫۲
صفر
۱۹۹۰
۲۰۰۰
۲۰۱۰
۲۰۲۰
سنِ عیسوی

سماجی و اقتصادی ترقی پر تیز رفتار اضافہ آبادی کے اثرات

افرادی قوت اور زیر کفالت بچے

پاکستان میں ۱۹۹۰ء کی آبادی میں دس سے ٦۵ سال کی عمر تک کے افراد کی کل تعداد تقریباً ۷ کروڑ ۱۳ لاکھ ہے۔ تقریباً ۴۲ فیصد (یا دو کروڑ ۹۹ لاکھ افراد) کا شمار افرادی قوت میں ہوتا ہے۔ ماضی میں تیز رفتار اضافہ آبادی کے نتیجے میں افرادی قوت میں اضافہ کی شرح بلند تھی۔ اس وقت افرادی قوت میں تقریباً ۲ء۹۰ فیصد سالانہ کے حساب سے اضافہ ہو رہا ہے۔ نوجوان آبادی کی کثرت مستقبل میں افرادی قوت میں مسلسل اضافے کو یقینی بناتی ہے۔

آبادی کے تینوں مفروضوں کے تحت افرادی قوت میں مسلسل شرکت کی ۱۹۹۰ کی ۴۲ فیصد شرح پر ۲۰۰۵ میں بڑھ کر تقریباً چار کروڑ اکہتر لاکھ افراد تک ہو جائے گی۔ آبادی میں موجودہ مسلسل تیز رفتار اضافے کے باعث ۲۰۲۰ء تک افرادی قوت سات کروڑ ۹۵ لاکھ تک پہنچ جائے گی۔ درمیانے درجے کی شرح پیدائش (مستحکم ترقیاتی پروگرام) کے مفروضے کے ساتھ سات کروڑ ٦۸ لاکھ اور کم شرح پیدائش (مستحکم بہبود آبادی پروگرام) کے مفروضے کے ساتھ چھ کروڑ ۹۸ لاکھ تک پہنچ جائے گی۔ کیونکہ لوگوں کی اکثریت ۱۵ سے ۲۰ سال کی عمر سے قبل افرادی قوت میں شامل نہیں ہوتی اس لئے بار آوری کی شرح پندرہ سے بیس سال تک کی افرادی قوت کی تعداد کو عموماً متاثر نہیں کرتی۔

اگرچہ آج کی بار آوری میں کمی افرادی قوت کی تعداد کو زیادہ تر متاثر نہیں کرے گی۔ لیکن کم عمر کام کرنے والوں کے تناسب میں بہت تیزی سے تبدیلی پیدا ہوگی آج ہر ۱۰۰ زیر کفالت بچوں کی کفالت کرنے والے افرادی قوت میں ٦۵ افراد ہیں۔

مسلسل تیز رفتار اضافہ آبادی کی وجہ سے یہ تناسب اس طرح بگڑ جائے گا کہ سنہ ۲۰۲۰ء تک ہر سو زیر کفالت بچوں کی کفالت کرنے والے صرف چالیس کام کرنے والے افراد رہ جائیں گے اس کے برعکس آبادی کی مستحکم منصوبہ بندی کے پروگرام کے باعث نسبتاً" کم اضافہ آبادی کے ساتھ انحصاری کا تناسب ۲۰۲۰ء تک ہر ۱۰۰ زیر کفالت بچوں کے لئے ۱۰۰ کام کرنے والوں تک ہو گا۔ بہتر انحصاری تناسب کا مطلب یہ ہے کہ ہر بچے کہ نگہداشت کے لئے زیادہ وسائل مہیا ہونگے۔ ہر خاندان اپنے ہر بچے کے لئے بہتر خوراک تعلیم اور صحت کی نگہداشت کی سہولتیں فراہم کر سکے گا۔ قومی سطح پر انحصاری کے تناسب کا براہ راست تعلق سکولوں، صحت، بہتر خوراک، ماں اور بچے کی نگہداشت کے لئے اخراجات فراہم کرنے کی ملکی اہلیت کے ساتھ ہے۔

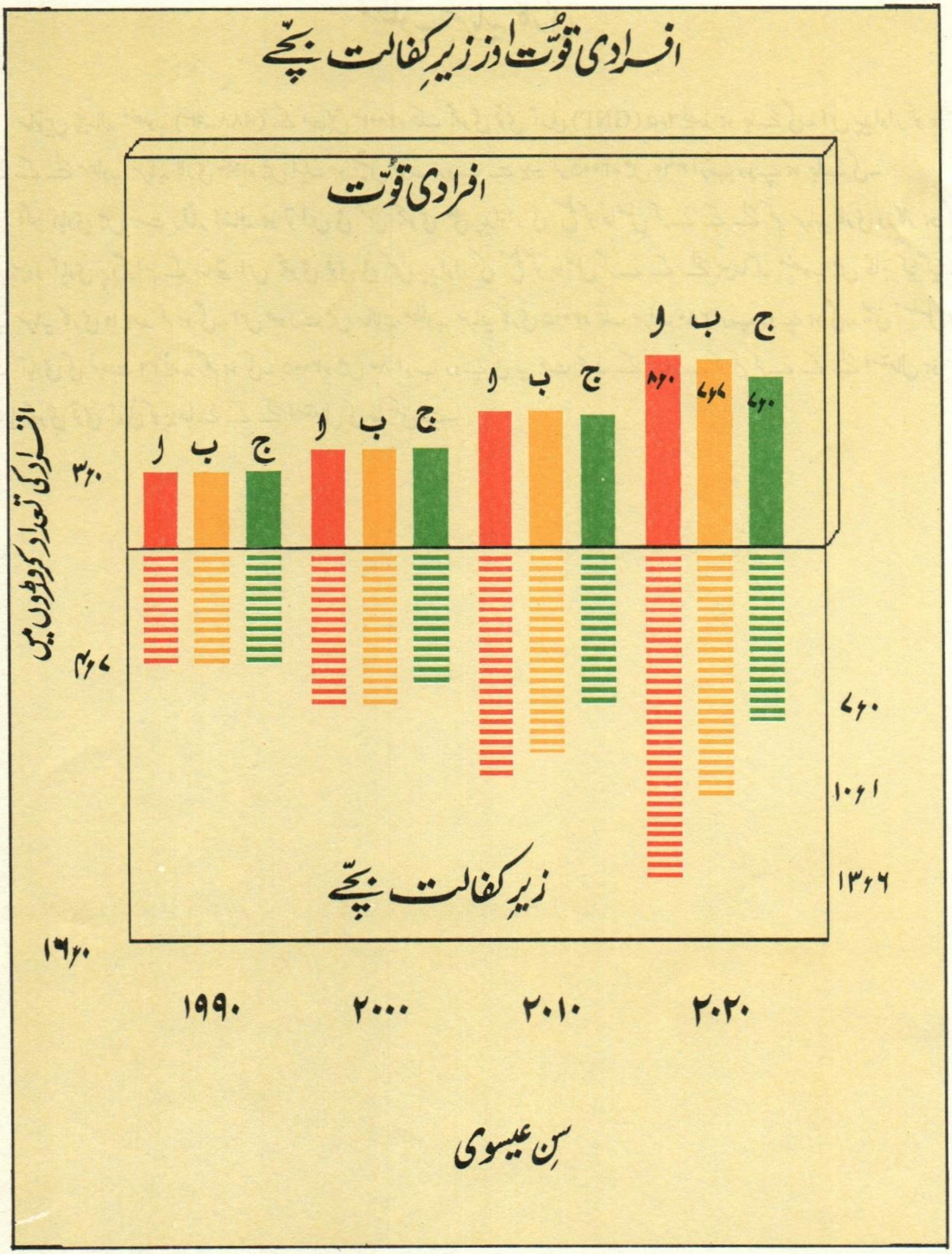
افرادی قوّت اور زیرِ کفالت بچّے
افرادی قوّت
ا ب ج
ا ب ج
ا ب ج
ا ب ج
۸٫۶۰
۷٫۶۷
۷٫۶۰
افراد کی تعداد کروڑوں میں
۳٫۶۰
۴٫۶۷
۷٫۶۰
۱۰٫۶۱
۱۳٫۶۶
زیرِ کفالت بچّے
۱۶٫۰
۱۹۹۰
۲۰۰۰
۲۰۱۰
۲۰۲۰
سِن عیسوی

مطلوبہ سرمایہ کاری

ساتویں پنجسالہ منصوبہ (۹۳-۱۹۸۸) کے مطابق ۲۰۰۳ء تک مجموعی قومی آمدنی (GNP) ۶ء۵ فیصد ہو جائے گی۔ اس پیداوار کو حاصل کرنے کے لئے مطلوبہ سرمایہ کاری ۱۹۹۰ء میں ایک سو بتیس ارب روپے سے بڑھ کر ۲۰۰۵ء میں ۳۶۰ ارب روپے ہو جائے گی۔

اگر آبادی میں ست رفتار اضافہ ہو تو اس فی کس مجموعی ملکی پیداوار کی سطح کو حاصل کرنے کے لئے کم سرمایہ کاری درکار ہو گی۔ مستحکم بہبود آبادی پروگرام کے ساتھ اس مجموعی قومی فی کس پیداوار کی سطح کو حاصل کرنے کے لئے جیسا کہ منصوبہ میں ظاہر کیا گیا ہے مطلوبہ سرمایہ کاری ۱۰ فیصد کم ہو گی۔ اس صورت میں سالانہ مطلوبہ سرمایہ کاری ۲۰۰۵ء تک صرف ۲۸۰ ارب روپے ہو گی۔ یعنی مسلسل بلند اضافہ آبادی کی نسبت ۲۶ فیصد کم ہو گی۔ ۲۰۰۵ء میں ۸۰ ارب روپے کی یہ بچت بجٹ کے خسارے کو کم کرنے کے لئے استعمال ہو سکتی ہے۔ یا مجموعی قومی آمدنی کو بڑھانے کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے۔

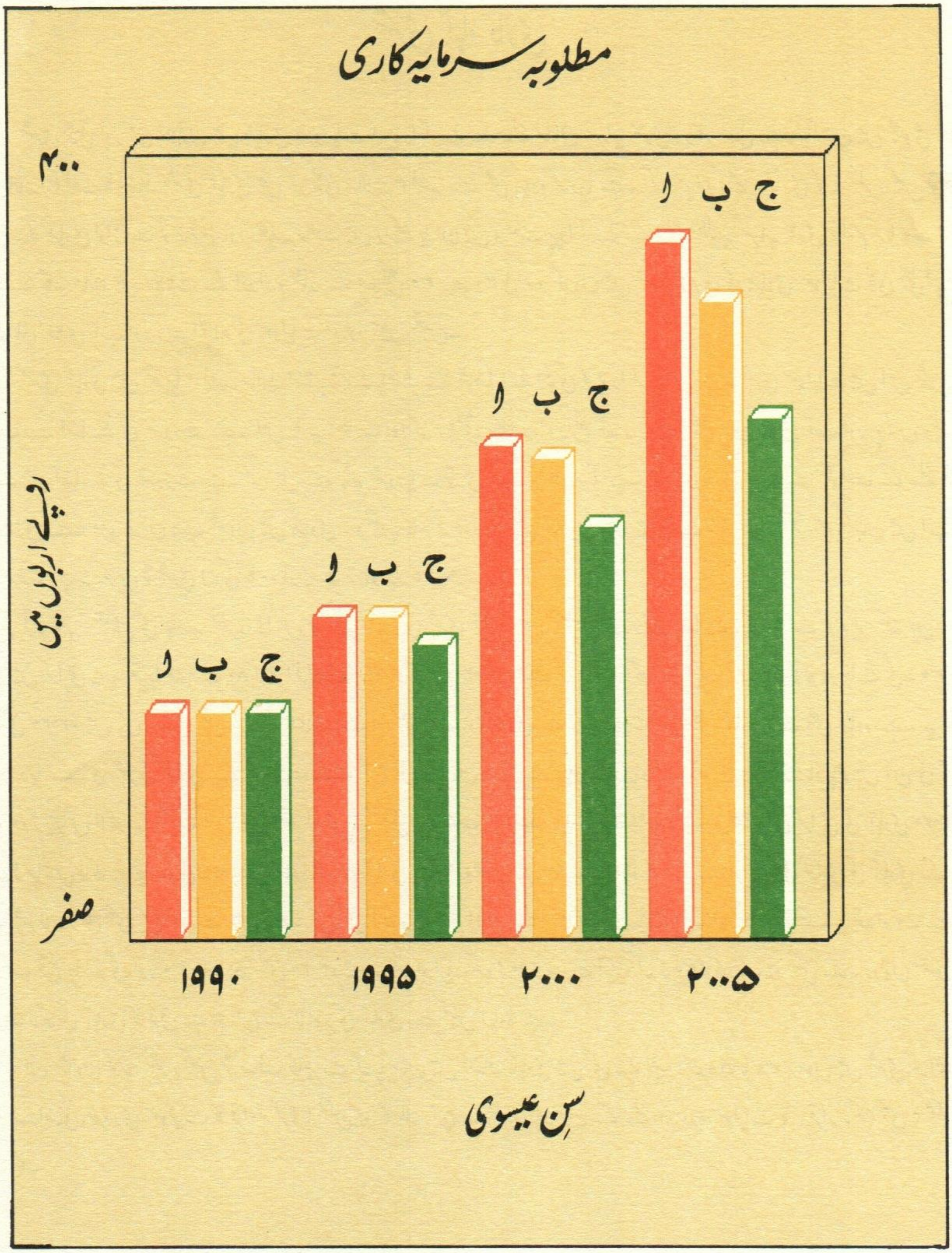

مطلوبہ سرمایہ کاری
۴۰۰
روپے اربوں میں
صفر
ا ب ج
ا ب ج
ا ب ج
ا ب ج
۱۹۹۰
۱۹۹۵
۲۰۰۰
۲۰۰۵
سن عیسوی

شہری آباد کاری

شہری ترقی اور ان علاقوں میں بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے نمایاں سرمایہ کاری درکار ہوتی ہے۔ پاکستان میں مجموعی آبادی میں سالانہ ۳ فیصد کا اضافہ شہری آبادی میں تیز یعنی سالانہ ۴ فیصد سے بھی زیادہ کر دیتا ہے۔ اگر ہم اس تیز رفتاری کو مد نظر رکھیں تو شہری زندگی کے بنیادی لوازمات کو برقرار اور ٹھیک حالت میں رکھنے یا ان میں وسعت پیدا کرنے کے لئے مطلوبہ سرمایہ کاری فراہم کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ ۱۹۸۰ میں مکانات کے اعداد و شمار کے مطابق ۳۰ سے ۴۰ فی صد گھروں میں شہری زندگی کی بنیادی سہولیات یعنی بجلی، پینے کا صاف پانی، نکاسی آب اور بیت الخلاء کی سہولیات موجود نہیں تھیں۔

شہری آبادی میں تقریباً ۴ فیصد سالانہ اضافے کے باعث نئے تقاضاہائے زندگی کو پورا کرنے کے لئے شہری سہولیات میں اس شرح کے حساب سے اضافے کی ضرورت ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ رہائشی مکانات، ذرائع آمد و رفت، بجلی، پانی، نکاسی آب اور پولیس وغیرہ کی خدمات میں اضافے کی ضرورت ہے۔ ان میں سے کچھ ضروریات تو نجی شعبہ فراہم کرتا ہے۔ لیکن دوسری ضروریات حکومت کے لئے فراہم کرنا لازمی ہے۔ مزید برآں جب شہروں میں بنیادی سہولتیں میسر نہ ہوں تو کچی آبادیاں وجود میں آنے لگتی ہیں۔ اگر ہم پاکستان میں اب بھی اس طرف توجہ نہ کریں تو شہری زندگی کا معیار پست تر ہونے کا خدشہ ہے۔

اگر ہم مستقبل کی جانب نظر دوڑائیں تو ہم پاکستان کی شہری آبادی میں مسلسل تیز رفتار اضافے کے اثرات کو دیکھ سکتے ہیں۔ مثلاً ۱۹۹۰ء میں کراچی میں تقریباً ۷۰ سے ۸۰ لاکھ افراد بستے تھے جو کہ ۲۰۰۵ء میں ایک کروڑ ۳۰ لاکھ سے ایک کروڑ ۵۰ لاکھ ہو جائے گی۔ ۳۰ سال بعد یعنی ۲۰۲۰ء میں یہی آبادی تین کروڑ ۳۰ لاکھ تک ہو سکتی ہے جو آزادی کے وقت پاکستان کی کل آبادی سے بھی زیادہ ہے۔ یہ تعداد موجودہ دنیا کے کسی شہر کی آبادی سے بھی زیادہ ہے۔ آج کل دنیا میں سب سے زیادہ آبادی والے شہر میکسیکو اور ساؤ پالو ہیں جن کی آبادی ایک کروڑ پچاس لاکھ سے ایک کروڑ اسی لاکھ افراد پر مشتمل ہے بہت کم اضافہ آبادی کے مفروضے کے تحت بھی کراچی کی آبادی ۲۰۲۰ میں دو کروڑ چالیس لاکھ ہو جائے گی۔ بہر حال زیادہ اور کم آبادی کے مفروضوں میں ۸۰ لاکھ افراد کا فرق ہے جو آج کی کراچی کی آبادی کے برابر ہے۔ شہر لاہور کی بھی یہی صورت حال ہے۔ آج کل لاہور میں کم از کم چالیس لاکھ افراد بستے ہیں۔ اور ۲۰۰۵ء تک یہ تعداد ۷۰ سے ۸۰ لاکھ تک پہنچ جائے گی اور ۳۰ سال بعد یعنی ۲۰۲۰ء میں یہ تعداد ایک کروڑ ۹۰ لاکھ سے ایک کروڑ ۴۰ لاکھ تک ہو سکتی ہے۔ دونوں مفروضوں میں ۵۰ لاکھ کی آبادی کا فرق ہے جو آج کے لاہور کی آبادی سے کہیں زیادہ ہے۔

ان مثالوں کو مد نظر رکھیں تو صاف ظاہر ہے کہ پاکستان میں اضافہ آبادی میں کمی کے بغیر آئندہ ۱۵ یا ۳۰ برسوں میں شہری گھرانوں کو نہ صرف اضافی ضروری سہولیات کا فراہم کرنا نا ممکن ہو گا بلکہ آج کے شہری گھرانوں کے لئے موجودہ سہولیات کا برقرار رکھنا بھی نا ممکن ہو جائے گا۔

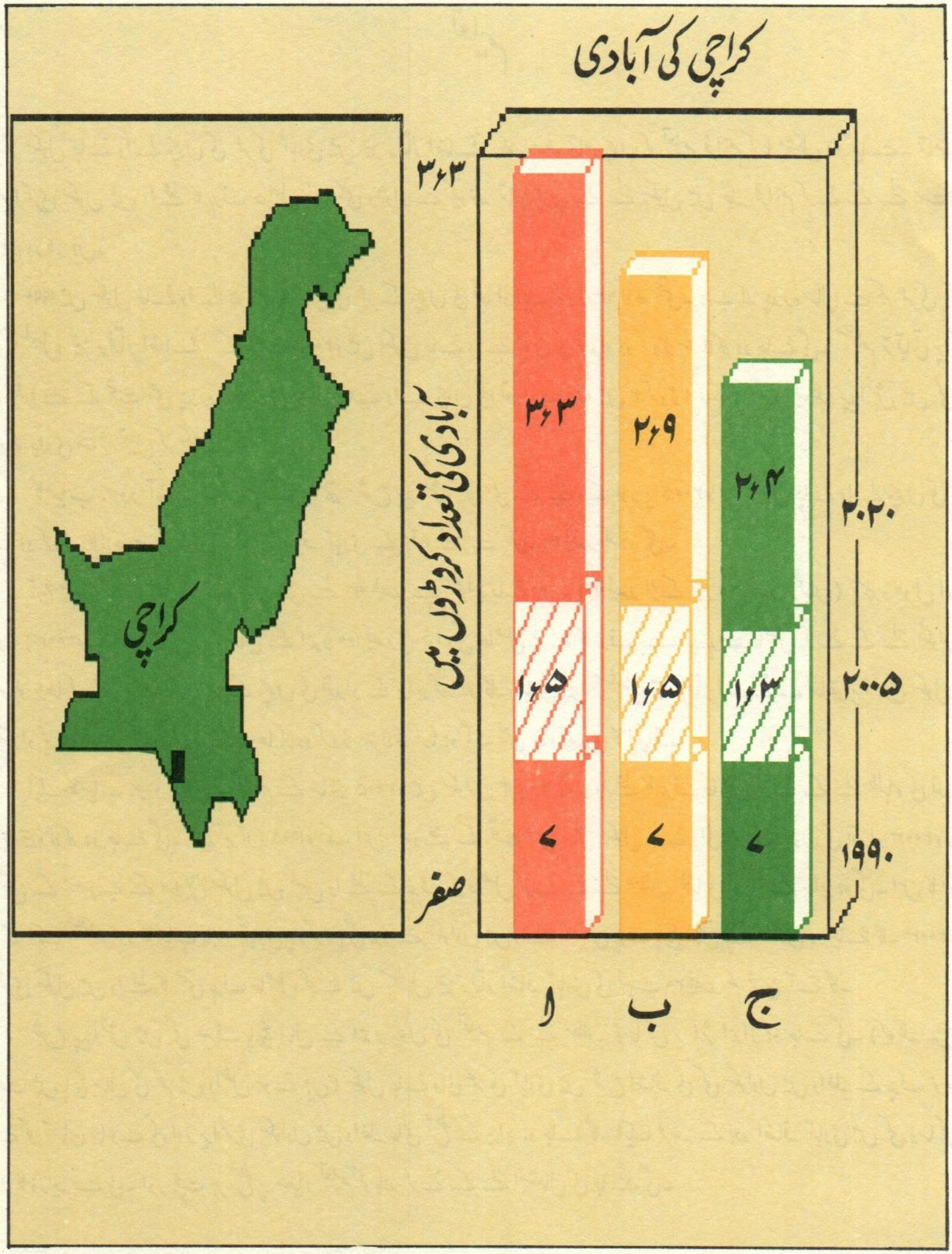
کراچی کی آبادی
آبادی کی تعداد کروڑوں میں
۳٫۳
صفر
۳٫۳
۲٫۹
۲٫۴
۱٫۵
۱٫۵
۱٫۳
۷
۷
۷
۲۰۲۰
۲۰۰۵
۱۹۹۰
ا
ب
ج
کراچی

تعلیم

سکول جانے والے بچوں کی عمر کی آبادی میں تیز رفتار اضافے کے باعث تمام بچوں کو تعلیم فراہم کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ تمام بچوں کے پرائمری سکول میں داخلے کا ہدف حاصل کرنا بھی دشوار ہے کیونکہ تمام بچوں کے لئے سکول میں جگہ فراہم کرنے کے لئے بہت زیادہ وسائل درکار ہیں۔

۱۹۹۰ میں سکول جانے والے ۵ سے ۹ سال کی عمر کے بچوں کی تعداد ایک کروڑ ۶۳ لاکھ تھی۔ جب کہ پندرہ سال سے کم عمر کی آبادی میں مسلسل تیز رفتار اضافے کے باعث ۲۰۰۵ء میں سکول جانے والے بچوں کی تعداد دو کروڑ ستر لاکھ ہو جائے گی۔ مستحکم ترقیاتی پروگرام کے مفروضے کے تحت بھی پندرہ سال میں سکول جانے والے بچوں کی تعداد ۲۰۰۵ء میں ۲ کروڑ ۶ لاکھ ہو گی۔ کیونکہ پیدائش میں کمی اس تعداد کو جلدی متاثر نہیں کر سکتی۔

کامیاب بہبود آبادی پروگرام کے ساتھ شرح پیدائش میں کمی کے نتیجے کے طور پر ۲۰۰۵ء میں سکول جانے والے بچوں کی تعداد صرف دو کروڑ ۱۳ لاکھ ہو گی۔ یعنی مسلسل اضافہ آبادی کے مفروضے سے تقریباً ۲۰ فیصد کم ہو گی۔

آج سکول جانے والی عمر کے بچوں میں سے ۶۳ فیصد بچے سکول جاتے ہیں۔ (۹۰ فیصد لڑکے اور ۳۶ فیصد لڑکیاں) آئندہ طویل المدت منصوبہ (۲۰۰۳ء-۱۹۸۸) میں پندرہ سال کے اندر ۱۰۰ فیصدی خواندگی حاصل کرنے کا ہدف ہے۔ یہ ہدف حاصل کرنے کے لئے سکولوں کی تعداد کو بڑھا کر سکول جانے کی عمر کے بچوں کی تعداد کے برابر کرنا ہو گا۔ آبادی میں مسلسل تیز رفتار اضافے کے ساتھ پرائمری سکول طلباء کی تعداد کو ۲۰۰۵ میں ایک کروڑ سے بڑھا کر دو کروڑ ستر لاکھ کرنا ہو گی۔ یعنی ۱۵۰ فیصدی کا اضافہ۔

ایک کامیاب بہبود آبادی پروگرام کے ساتھ ۲۰۰۵ء میں سکولوں میں ۱۰۰ فیصد داخلے کا ہدف حاصل کرنے کے لئے طلباء کی تعداد دو کروڑ تیرہ لاکھ ہو جائے گی۔ مزید برآں ۱۹۹۸ء تک اس مفروضے کے تحت اس سال سکول جانے والی عمر کے بچوں کی تعداد ۲۰۰۳ء والے مستقبل کے منصوبے کے مطابق سکول میں مکمل داخلے کے ہدف کو حاصل کرنے کے لئے مطلوبہ طلبا کی تعداد کے برابر ہو گی۔ اس کا مطلب ہوا کہ ایک مستحکم اور کامیاب بہبود آبادی پروگرام کی مدد سے سکولوں میں داخلے کا حتمی ہدف پانچ سال پہلے حاصل ہو جائے گا۔ ۲۰۰۳ء تک پرائمری سکول میں داخلے کا حتمی ہدف حاصل کرنے میں مسلسل تیز رفتار اضافہ آبادی کی نسبت ۲۰ فیصد کم خرچ آئے گا۔

شرح پیدائش میں کمی صرف پانچ سال کے اندر بچوں کی تعلیم کے لئے مطلوبہ وسائل پر اثر انداز ہو جائے گی۔ (کیونکہ بچے پہلی جماعت میں پانچ سال کی عمر میں داخل ہوتے ہیں) سکول جانے والی عمر کی آبادی میں شرح اضافہ کی کمی سکولوں میں داخلہ کے ہدف کو حاصل کرنے کو آسان بنا دے گی اور پرائمری سکولوں میں داخلہ عالمی سطح کے برابر ہو جائے گا۔ ایک عرصہ کے بعد اضافہ آبادی میں کمی وسائل میں بچت کا ذریعہ بنے گی۔ اور بچت ہر سطح پر معیار تعلیم کو بلند کرنے کے لئے استعمال کی جا سکے گی۔

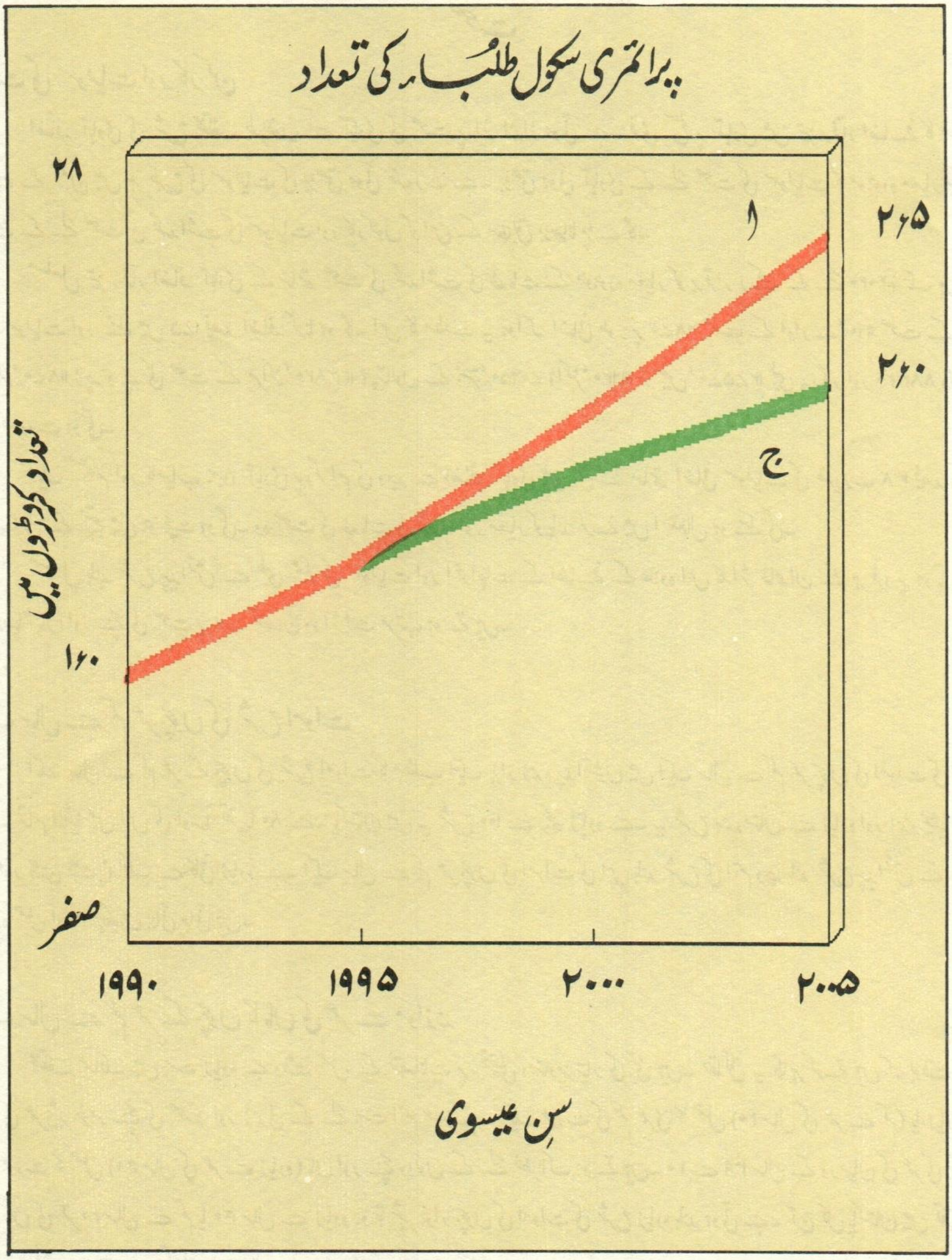
پرائمری سکول طلباء کی تعداد
۲۸
۲٫۶۵
ا
۲٫۶۰
ج
تعداد کروڑوں میں
۱٫۶۰
صفر
۱۹۹۰
۱۹۹۵
۲۰۰۰
۲۰۰۵
سِن عیسوی

صحت

صحت کی سہولیات اور کارکن

اضافہ آبادی کی شرح مختلف طریقوں سے آبادی کی صحت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ قومی سطح پر آبادی میں تیز رفتار اضافے کا مطلب صحت کے ضمن میں ہر طرح کی سہولیات کی بڑھتی ہوئی ضرورت ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے صحت کی سہولیات کا موجودہ معیار برقرار رکھنے کے لئے صحت کی نگہداشت کی سہولیات اور کارکنوں کو اس کے مطابق بڑھانا پڑے گا۔

مسلسل تیز رفتار اضافہ آبادی کے ساتھ صحت کی نگہداشت کی خدمات کے موجودہ معیار کو برقرار رکھنے کے لئے ۲۰۲۰ء تک ہر طرح کی سہولیات اور عملے میں ۱۷۵ فیصد اضافہ کرنا ہو گا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اضافی طور پر ۶۸۷۰ صحت کے ادارے، ۹۶۰ صحت کے دیہی مراکز، ۱۱۸۷۰ زچہ و بچہ کی صحت کے مراکز، ۱۲۴۸۲۰ ہسپتالوں کے بستر، ۷۰۶۵۰ ڈاکٹر، ۱۹۶۲۰ نرسیں، ۱۲۷۵۷۰ طبی مددگار اور ۸۸۳۲۰ دائیوں کی ضرورت ہو گی۔

ایک مستحکم اور کامیاب بہبود آبادی پروگرام کی وجہ سے اضافہ آبادی میں کمی کے ساتھ اضافی سہولیات کی ضرورت ۳۸ فیصد کم ہو گی۔ اس کے نتیجے میں جو بچت ہو گی۔ وہ صحت کی خدمات کی تعداد اور معیار کو بلند کرنے میں استعمال ہو سکے گی۔

مسلسل بلند شرح پیدائش سے طبی عملے کی سہولیات اور اخراجات کے اضافے کے علاوہ اس کا اثر خاندان کے ہر فرد پر ہوتا ہے۔ خصوصاً ماں اور بچے کی صحت پر بہت نقصان دہ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

ایک سال سے کم عمر بچوں کی شرح اموات

ایک سال سے کم عمر کے بچوں کی شرح اموات کا مطلب ایک ہزار زندہ پیدائشوں میں ایک سال سے کم عمر بچوں کی اموات کی تعداد ہے۔ تمام ایشیا میں اس کی اوسط تقریباً ۸۰ ہے۔ پاکستان میں یہ شرح ۱۰۰ سے کچھ زیادہ ہے۔ یہ شرح ہندوستان سے زیادہ اور انڈونیشیا سری لنکا اور چین جیسے ممالک سے کافی زیادہ ہے۔ ایک سال سے کم عمر بچوں کی اموات کی اس بلند شرح کی اہم وجہ بلند شرح پیدائش کے باعث زیادہ حمل اور زچگیاں بتائی جاتی ہیں۔

ایک سال سے کم عمر کے بچوں کا ماں کی عمر سے موازنہ

مختلف ممالک میں بہت زیادہ بے وقت حمل کے نقصانات پر تحقیقی دستاویز تیار کی گئی ہیں۔ حقائق یہ ظاہر کرتے ہیں کہ بوقت حمل ماں کی عمر شیر خوار بچے کی صحت اور زندگی کے لئے بہت اہم عنصر ہے۔ ایک عورت کی کم عمری کا حمل (۲۰ سال کی عمر سے کم) یا زیادہ عمر کی عورت کا حمل (۴۰ سال کی عمر سے زیادہ) ماں اور بچے دونوں کے لئے خطرناک ہوتے ہیں۔ ۲۰ سے ۳۹ سال کے درمیان کی عمر کی نسبت اگر ماں کی عمر ۲۰ سال سے کم یا ۴۰ سال سے زیادہ ہو تو شیر خوار بچوں کی اموات کی شرح زیادہ بلند ہوتی ہے۔ آج کل پاکستان میں تقریباً ۱۵ فیصد پیدائش ۲۰ سال سے کم اور ۴۰ سال سے زیادہ عمر کی ماؤں میں واقع ہوتی ہیں۔

ایک سال سے کم عمر بچّوں کی اموات بمقابلہ ماں کی عمر

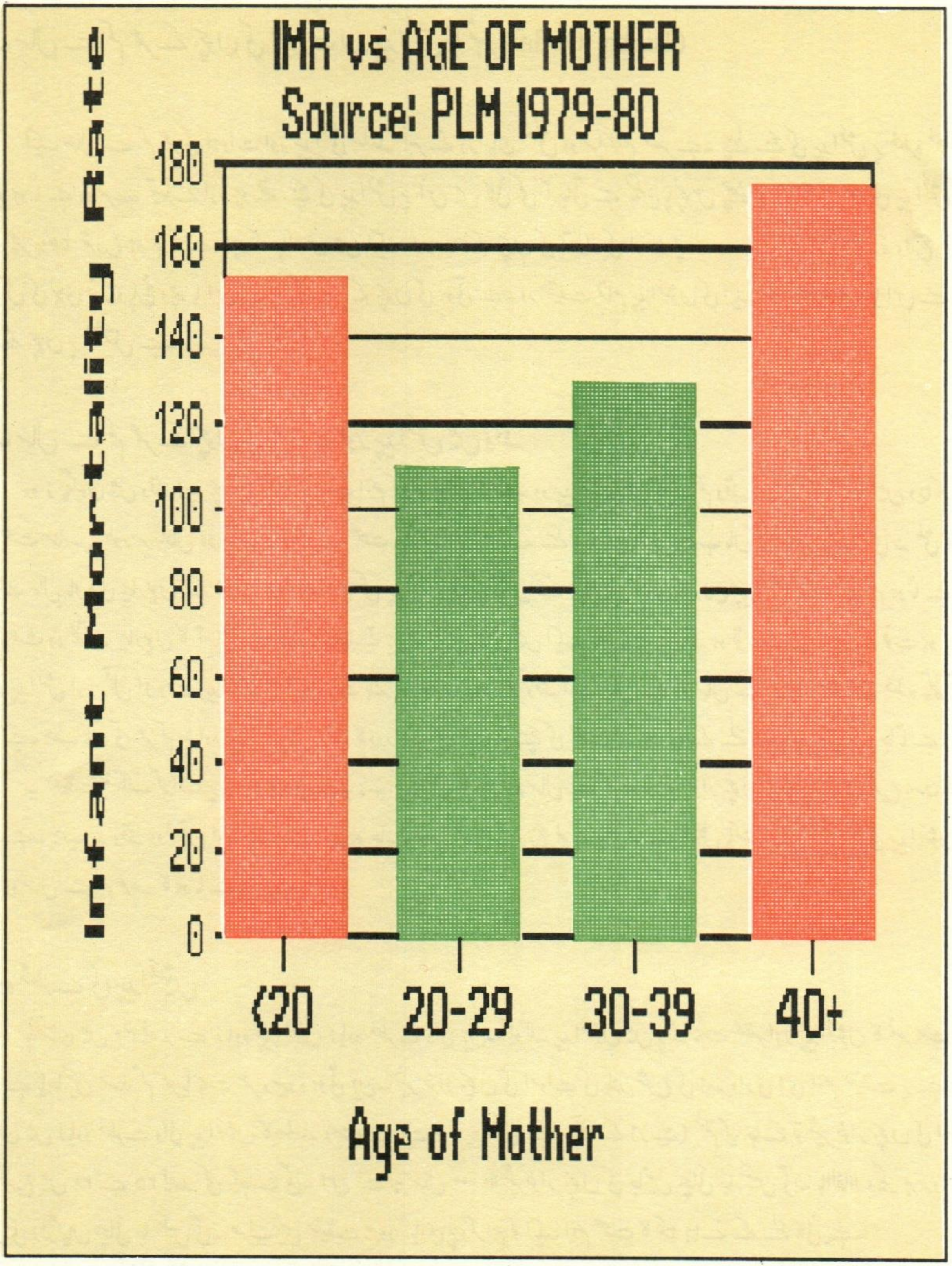

ایک سال سے کم عمر کے بچوں کی اموات اور پیدائش کا نمبر (Birth Order)

ایک سال سے کم عمر کی اموات اور پیدائشی سلسلہ نمبر کے درمیان تعلق دوسرا اہم عنصر ہے۔ پہلے بچے کی پیدائش پر خطرہ خصوصاً زیادہ ہوتا ہے دوسرے تیسرے اور چوتھے بچے کی پیدائش پر اس میں کافی کمی آ جاتی ہے لیکن پانچویں چھٹے اور ساتویں بچے کی پیدائش پر یہ خطرہ پھر بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ چونکہ پاکستان میں ایک عورت کے بچوں کی تعداد کی اوسط چھ سے سات ہے۔ اس لئے واضح طور پر پیدائش کی بڑی تعداد پانچ وچھ یا اس سے اگلے نمبر کے بچوں کی ہوتی ہے۔ درحقیقت تمام پیدائشوں کی ایک تہائی تعداد پانچ یا اس سے اگلے نمبر کے بچوں پر مشتمل ہے۔

ایک سال سے کم عمر کے بچوں کی اموات اور پیدائش میں وقفہ

دو زچگیوں میں وقفہ زچہ بچہ کی صحت پر بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دو پیدائشوں میں بہت کم وقفہ ماں کو اتنا وقت نہیں دیتا کہ اس کی صحت مناسب طور پر بحال ہو تاکہ وہ دوسرے صحت مند بچہ کو جنم دے سکے۔ خاص طور پر جب ماں کو مناسب غذا بھی نہ ملتی ہو، یہ صورت حال ماں کی بیماریوں کے خلاف مدافعت میں کمی پیدا کر دیتی ہے اس کے نتیجے میں بچوں کا وزن پیدائش کے وقت کم ہوتا ہے جس کے باعث وہ مختلف بیماریوں کا آسانی سے شکار بن جاتے ہیں۔ اگر پیدائش میں ایک سال سے کم وقفہ ہو تو پیٹ میں بچے کے فوت ہو جانے، مردہ پیدائش اور قبل از وقت پیدائش کی شرح بہت بلند ہو جاتی ہے۔ اگر وقفہ ایک سال سے دو سال کے درمیان ہو تو یہ خطرہ کچھ کم ہو جاتا ہے۔ جب ماں کی عمر کم ہو اور پیدائش میں وقفہ کا دورانیہ بھی کم ہو تو بچے کی صحت اور زندگی کے لئے خطرہ اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

یہ حقیقت منسلک گراف پر واضح کی گئی ہے۔ جب پیدائش کا وقفہ دو سال سے کم ہو تو شیر خوار بچوں کی اموات کی شرح بہت بلند ہو جاتی ہے۔ جب یہ وقفہ دو، تین اور چار سال تک ہو جائے تو یہ شرح بتدریج کم ہو جاتی ہے۔ آجکل پاکستان میں ایک تہائی پیدائشوں میں وقفہ دو سال سے کم عرصہ کا ہوتا ہے۔

زیادہ خطرے کی پیدائشیں

پاکستان میں ۴۰ فیصد سے زیادہ پیدائشیں زیادہ خطرے والی ہیں۔ کیونکہ پیدائشوں میں وقفہ بہت مختصر اور پیدائشوں کا نمبر بہت زیادہ ہوتا ہے یا مائیں بہت کم عمر یا بہت عمر رسیدہ ہوتی ہیں۔ شیر خوار بچوں کی اموات کی بلند شرح کی ذمہ داری اسی اہم حقیقت پر ہے۔ اگر پاکستان میں زیادہ خطرے والی پیدائشوں کا سلسلہ (مناسب وقت اور پیدائش کے وقفے کے ذریعے) ختم کیا جائے تو شیر خوار بچوں کی اموات کی شرح میں ۲۰ سے ۲۵ فیصد کمی آجائے گی۔ اس سے ہر سال ۱۱۰۰۰۰ شیر خوار بچوں کی جانیں بچائی جا سکیں گی۔ باالفاظ دیگر ہر روز ۳۰۰ بچوں کی زندگیاں بچائی جا سکیں گی۔ صرف یہی حقیقت بہبود آبادی پروگرام کو ایک اہم صحت کا نکتہ بتانے کے لئے کافی ہے۔

ایک سال سے کم عمر کے بچوں کی شرح اموات بمقابلہ پیدائش میں وقفہ

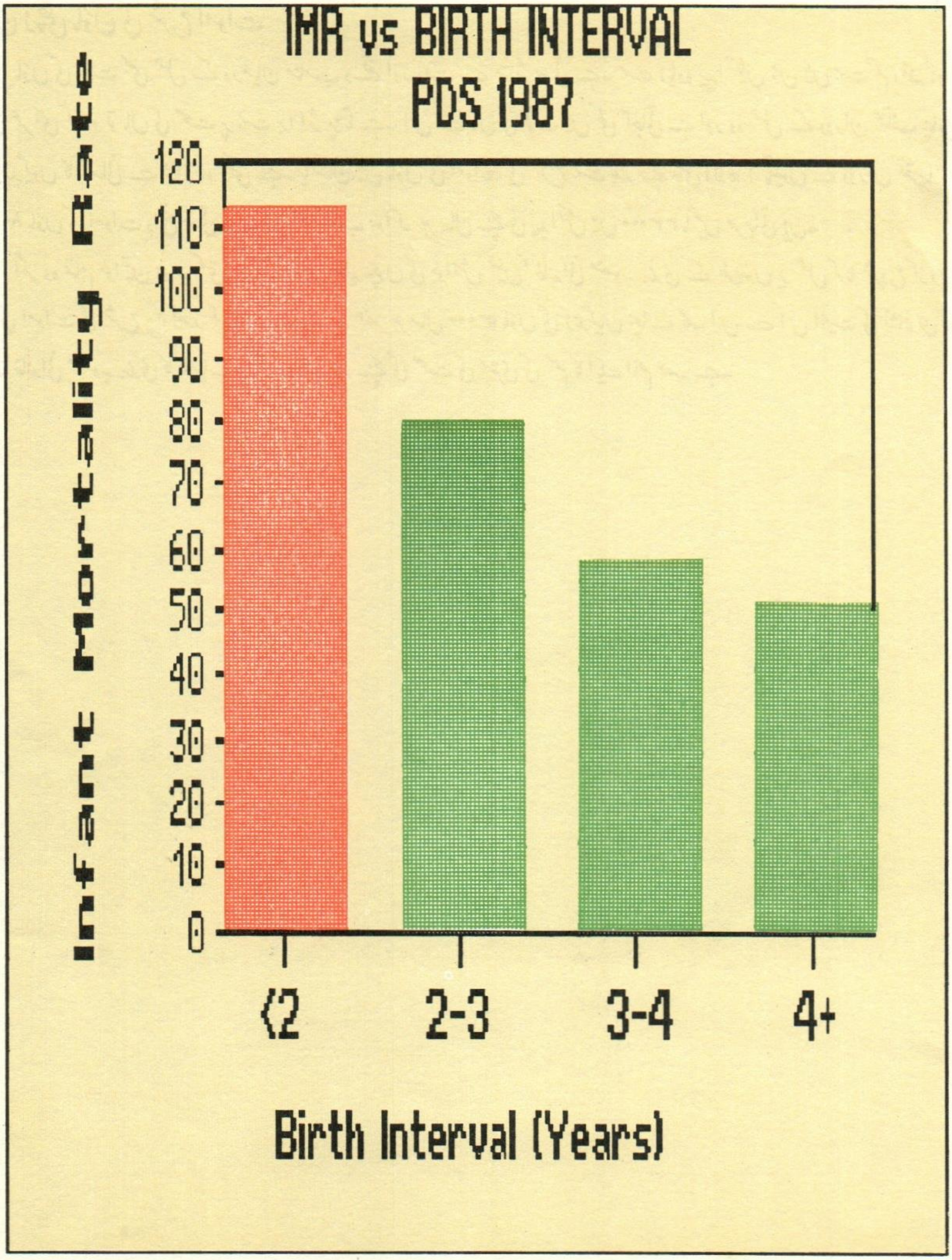

دوران زچگی ماؤں کی شرح اموات

ماؤں کی صحت بھی حمل کے درمیان مناسب وقفے اور وقت سے متاثر ہوتی ہے۔ بہت زیادہ پیدائشیں جن میں بہت کم وقفہ ہو اور ماں کی عمر بھی کم ہو تو ماں کی صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اس سے ماں کی قوت میں کمی آجاتی ہے اور وہ حمل کے دوران مختلف بیماریوں اور پیچیدگیوں کا آسانی سے شکار ہو سکتی ہے۔ پاکستان میں ماؤں کی اموات کی شرح بہت بلند ہے یعنی ۱ لاکھ زچگیوں کے دوران تقریباً ۶۰۰ سے ۸۰۰ ماؤں کی اموات واقع ہوتی ہیں۔ اس کا مطلب ہوا کہ ہر سال بچے کی پیدائش میں ۳۳۰۰۰ مائیں مرجاتی ہیں۔

اگر وہ تمام خواتین جو یہ کہتی ہیں کہ انہیں مزید بچوں کی خواہش نہیں، خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں پر عمل کرنا شروع کر دیں تو ماؤں کی اموات کی شرح ۴۰ فیصد کم ہو جائے گی۔ یہ عنصر ہر سال ۱۳۰۰۰ ماؤں کی زندگیاں بچائے گا۔ اس سے اس اہمیت کی نشاندہی ہوتی ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کا کامیاب پروگرام ماں اور بچے کی صحت کی بہتری کی مہم کا ایک اہم حصہ ہے۔

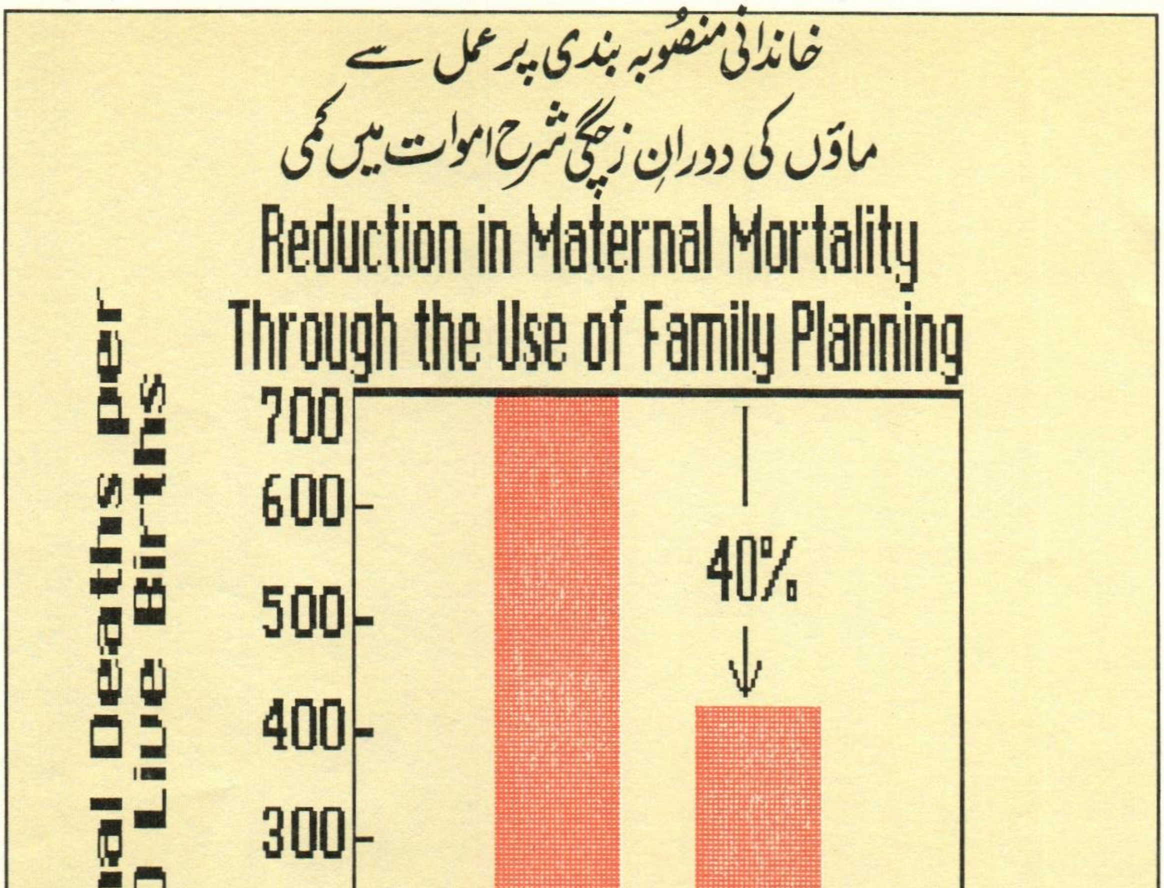
خاندانی منصوبہ بندی پر عمل سے
ماؤں کی دورانِ زچگی شرح اموات میں کمی
Reduction in Maternal Mortality
Through the Use of Family Planning
Maternal Deaths per
100,000 Live Births
700
600
500
400
300
200
100
0
40%
موجودہ شرح
Current
Rate
Reduced
Rate
شرح میں کمی
سالانہ ۱۳۰۰۰ سے زیادہ زندگیاں بچائی جاسکیں گی

آبادی میں اضافہ اور رجحان

شرح پیدائش کو کم کرنے میں تاخیر کے نتائج

آبادی میں تیز رفتار اضافے نے کم عمر افراد پر مبنی بہت بڑی آبادی کو پیدا کیا ہے۔ جب تک بلند شرح پیدائش موجود رہے گی۔ کم عمر افراد پر مبنی اس آبادی میں ہر سال اضافہ ہوتا رہے گا۔ آج کے کم عمر بچے کل کے والدین ہیں۔ اس لئے ایک ایسی آبادی جو زیادہ تر کم عمر افراد پر مشتمل ہو اس میں ۴۰ سال تک مسلسل اضافہ ہوتا رہے گا۔ کیونکہ آج کے بچے سن بلوغت تک پہنچ کر پھر اپنے بچوں کو جنم دیں گے۔

اضافہ آبادی کے اس فطری محرک کے باعث اگر شرح پیدائش کو کم کرنے کے پروگرام کے شروع کرنے میں چند سال کی بھی تاخیر کی گئی تو مستقبل کی آبادی کا سائز کافی بڑھ جائے گا۔ اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے ۴۰ سال کے اندر شرح پیدائش کو کم کرنے کے پروگرام (ایک خاندان کے قریبا" دو بچے) پر سرگرم عمل ہو جانا چاہیئے۔ اس پروگرام کی ابتداء کرنے میں ۵ سے ۱۰ سال کی تاخیر کے مندرجہ ذیل نتائج ہوں گے۔

اگر اس پروگرام کو آج سے شروع کیا جائے تو آبادی ۱۱٫۵ کروڑ سے بڑھ کر ۵۰ سال کے اندر ۲۹٫۲ کروڑ ہو جائے گی۔

اگر پروگرام میں محض ۵ سال کی تاخیر کی جائے تو ۵۰ سال میں آبادی ۳۳٫۵ کروڑ ہو جائے گی۔ یعنی آج پروگرام شروع کرنے کی نسبت سوا چار کروڑ آبادی زیادہ ہوگی۔

اگر پروگرام کے شروع کرنے میں ۱۰ سال کی تاخیر کی گئی تو ۵۰ سال میں آبادی ۳۸٫۲ کروڑ ہو جائے گی۔

آبادی کے پروگرام کے شروع کرنے میں ہر ۵ سال کی تاخیر کا مطلب یہ ہے کہ آبادی میں چار سے پانچ کروڑ افراد کا مزید اضافہ ہو جائے گا۔

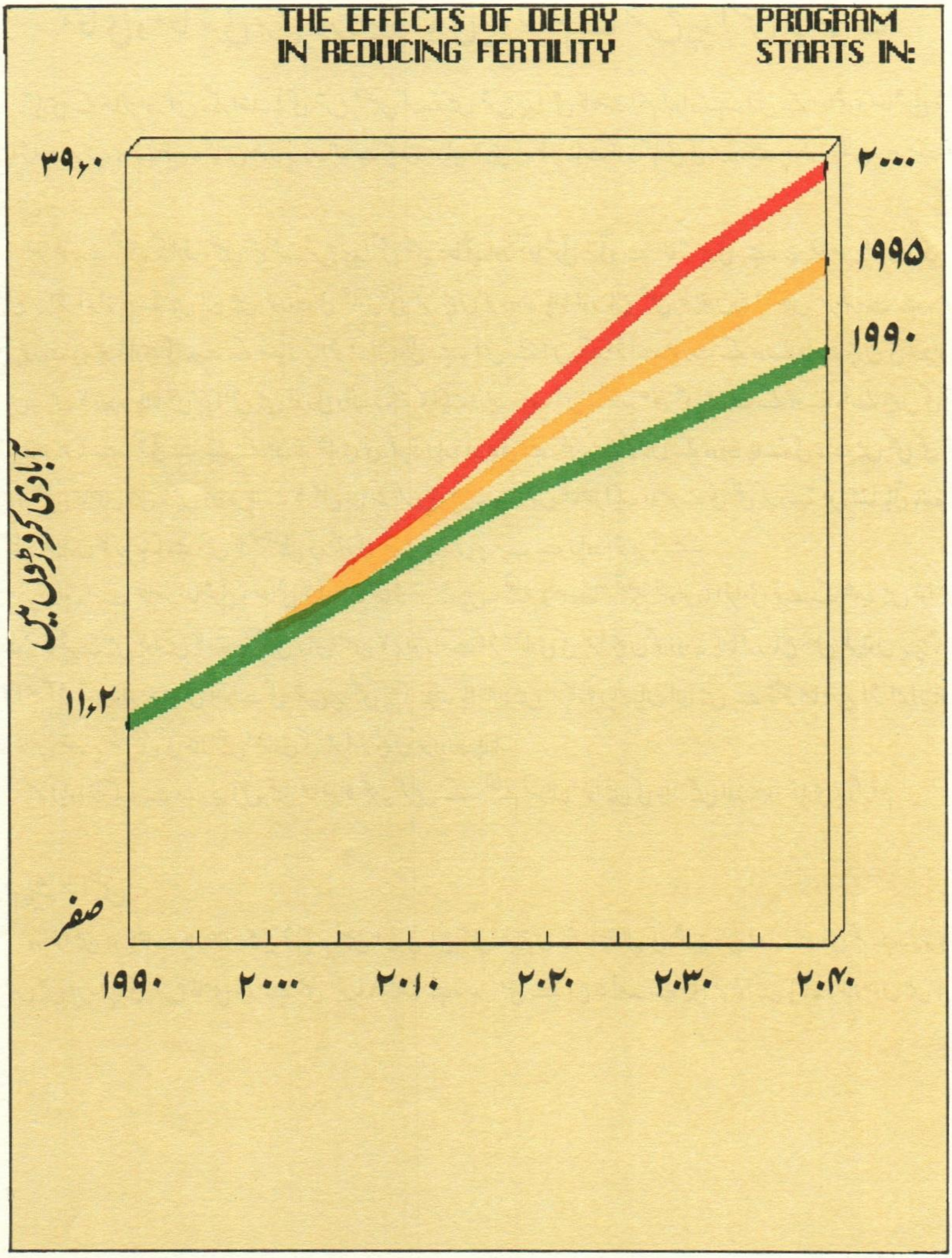
THE EFFECTS OF DELAY
IN REDUCING FERTILITY
PROGRAM
STARTS IN:
۳۹٫۰
۱۱٫۲
صفر
آبادی کروڑوں میں
۲۰۰۰
۱۹۹۵
۱۹۹۰
۱۹۹۰
۲۰۰۰
۲۰۱۰
۲۰۲۰
۲۰۳۰
۲۰۴۰

معاشی و معاشرتی ترقی اور بہبود آبادی پروگرام کے شرح پیدائش پر اثرات

آبادی کے سائز اور اس کے اضافے کی شرح متعین کرنے میں شرح پیدائش کا بہت اہم کردار ہے۔ اس کے معاشی و معاشرتی ترقی پر بہت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ خاص طور پر زیر کفالت بچوں سرمایہ کاری کی ضروریات اور آبادی کی بہبود جیسے پروگرام اس سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔

بہر طور یہ تعلق یکطرفہ نہیں کیونکہ شرح پیدائش بھی معاشی اور معاشرتی ترقی سے متاثر ہوتی ہے۔ جو عناصر براہ راست شرح پیدائش پر اثر انداز ہوتے ہیں ان میں عورت کی شادی کی عمر' بچوں کو دودھ پلانا اور مانع حمل طریقوں کا استعمال سر فہرست ہے۔ بوقت شادی عورت کی عمر شادی کی مدت کے معیار پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے اثرات عورت کے ہونے والے بچوں کی تعداد پر پڑ سکتے ہیں۔ ماں کا دودھ پلانا بھی پیدائش میں قدرتی وقفہ رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے یہ عنصر بھی عورت کے ہونے والے بچوں کی تعداد پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ترقی کے نتیجے کے طور پر شادی کی عمر تو زیادہ ہو جاتی ہے لیکن بچے کو ماں کے دودھ پلانے کی مدت میں بھی کمی آجاتی ہے اور بعض حالتوں میں مائیں دودھ پلانے کا عمل ہی بند کر دیتی ہیں۔ یہ دونوں عناصر ایک دوسرے کی نفی کر دیتے ہیں لہٰذا باقی ماندہ عنصر مانع حمل طریقوں کا رہ جاتا ہے جس کا مستقبل کی مجموعی شرح پیدائش پر سب سے زیادہ اثر پڑتا ہے۔

یہ براہ راست عناصر معاشرتی و معاشی ترقی سے متاثر ہوتے ہیں۔ تعلیم (خصوصاً" تعلیم نسواں) افرادی قوت کے شعبہ میں خواتین کی شرکت' معاشرے میں خواتین کا مقام' شہری رہن سہن کا براہ راست اثر' شادی کی عمر' بچوں کو دودھ پلانا اور مانع حمل طریقوں پر پڑتا ہے۔ ان کا اہم اثر شیر خوار بچوں کی اموات کی شرح پر بھی پڑتا ہے۔ پاکستان میں سرکاری پالیسیاں ان میں سے بیشتر عناصر پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ خاص طور پر خواتین کی ملازمتیں' شادی کی عمر اور بچوں کو دودھ پلانا۔

ہم زیادہ نزدیک سے مندرجہ ذیل تین عناصر کا تجزیہ کریں گے۔ تعلیم نسواں' خواتین کی ملازمتین اور بہبود آبادی پروگرام

ملازم پیشہ خواتین

وہ خواتین جو باقاعدہ ملازمتوں میں شریک نہیں ان کی مانع حمل طریقوں کے استعمال کی شرح دس فیصد سے بھی کم ہے۔ جو باقاعدہ ملازمتوں میں ہیں ان کی شرح خاصی بلند ہے یعنی تقریباً ۱۸ فیصد ہے۔ بد قسمتی سے آج ۵ فیصد سے بھی کم خواتین باقاعدہ ملازمتوں میں ہیں۔

کام کرنے کی حیثیت بمقابلہ مانع حمل ادویات کا استعمال

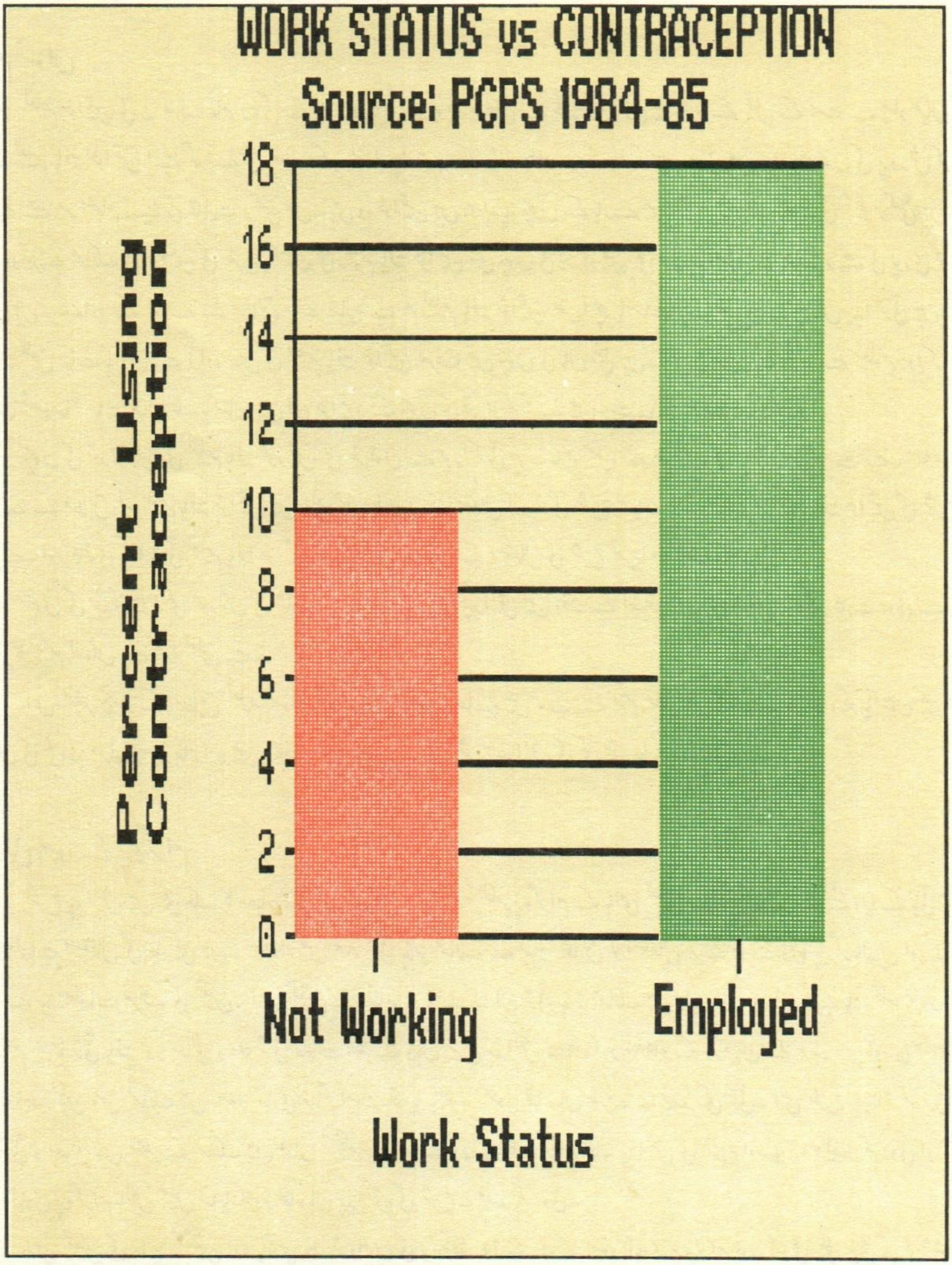

تعلیم نسواں

تعلیم خواتین کی نہ صرف عام زندگی کے بارے میں سمجھ بوجھ بڑھاتی ہے بلکہ قومی ترقی میں ان کے عمل کے بہت سے پہلو عیاں کرتی ہے۔ تعلیم یافتہ خواتین اپنے گھرانے کی بہبود کے لئے اپنے شوہر کے شانہ بشانہ مدد کرنے کو تیار ہوتی ہیں۔ اپنے بچوں کی پرورش کو بہتر طریقے سے سرانجام دینے کی قابلیت رکھتی ہیں۔ یہی وہ خواتین ہیں جو اپنے بچوں کے بارے میں اعلیٰ تعلیم اور صحت کی جستجو رکھتی ہیں۔ دنیا کے دوسرے ممالک کی خواتین کی طرح پاکستان کی تعلیم یافتہ خواتین بھی بچوں کی تعداد میں کمی اور پیدائشوں میں وقفہ رکھنے کی پوری کوشش کرتی ہیں۔ ۱۹۷۵ء کے سروے کے مطابق سات سال سے کم تعلیم یافتہ خواتین تقریباً چھ یا سات بچوں کو اپنی زندگی میں پیدا کرتی ہیں۔ اس کے برعکس سات یا اس سے زیادہ سال کی تعلیم یافتہ خواتین صرف تین بچوں کی ماں بنتی ہیں۔ اس معمولی سے تجربہ سے معلوم ہوا کہ تعلیم نسواں خصوصاً" سات سال تک پاکستان میں ان خواتین کے بچوں کی تعداد کم کرنے میں بہت مددگار ثابت ہوئی ہے۔

بچوں کی تعداد میں کمی تعلیم یافتہ عورتیں کئی طریقوں سے پورا کرتی ہیں۔ مانع حمل کے طریقوں کا استعمال سرفہرست ہے۔ ۱۹۸۴ء کے سروے کے مطابق غیر تعلیم یافتہ خواتین میں مانع حمل طریقوں کو استعمال کرنے کی شرح ۴ یا ۷ فیصد ہے۔ کم تعلیم یافتہ خواتین کی شرح کچھ بلند ہے۔ اور ثانوی یا کالج کی تعلیم یافتہ خواتین کا مانع حمل طریقوں کے استعمال کی شرح تقریباً ۴۰ فیصد ہے۔

بچوں کی تعداد میں کمی عورتوں کی شادی کی عمر اور بچوں کی پیدائش میں وقفہ کے اضافہ میں بھی خاصی مددگار ثابت ہوئی ہے۔ ان عناصر کا تعلیم نسواں سے گہرا تعلق ہے۔

اس مختصر تجزیہ کے مطابق تعلیم نسواں گھرانے کی بہبود بڑھانے میں سب سے اہم عنصر نظر آتا ہے۔ بالفاظ دیگر پاکستان میں تعلیم نسواں کی کمی نہ صرف بہبود خاندان میں رکاوٹ کا باعث ہے۔ بلکہ شرح پیدائش کی کمی میں حائل ہو رہی ہے۔

خاندانی بہبود کے پروگرام

شرح پیدائش میں کمی ملک کا معیار ترقی اور خاندانی بہبود کے مستحکم پروگرام کے باہمی تعلق کو واضح کرنے کے لئے دنیا کے باقی ممالک کی معلومات استعمال کی جا سکتی ہیں۔ ۱۹۸۴ء میں ۸۸ ترقی پذیر ممالک کے مبینہ حقائق کو استعمال کرتے ہوئے ڈبلیو پارکر مالدین اور رابرٹ لافیم نے یہ معلومات مرتب کی تھیں۔ اس تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان ترقی پذیر ممالک میں جہاں درمیانے درجے یا مستحکم بہبود آبادی پروگرام نسبتاً ترقی یافتہ اور معاشی و معاشرتی حالات بہتر تھے وہاں شرح پیدائش ۱۹۶۵ء اور ۱۹۸۰ء کے درمیان کے عرصہ میں اوسطاً" ۴۲ فیصد کم ہوئی۔ لیکن جن ممالک میں بہبود آبادی پروگرام نہ تھا یا بالکل معمولی تھا وہاں صرف ۱۷ فیصد کمی آئی۔ اسی طرح نسبتاً" کم ترقی یافتہ معاشرتی و معاشی پس منظر کے ممالک میں جہاں مستحکم یا درمیانے درجے کا پروگرام تھا۔ پیدائش کی شرح اوسطاً" ۲۹ فیصد کم ہوئی اور جہاں بہبود آبادی پروگرام بالکل نہیں تھا یا کمزور تھا وہاں پیدائش کی شرح ۷ فیصد کم ہوئی۔

اس تحقیق کی بنا پر محققین اور پالیسی بنانے والوں کی یہ متفقہ رائے ہے کہ بہبود آبادی پروگرام اور مجموعی ملکی ترقی کی کوششوں کو باہم مربوط کر دینا چاہئے۔

تعلیم بمقابلہ کُل شرحِ پیدائش

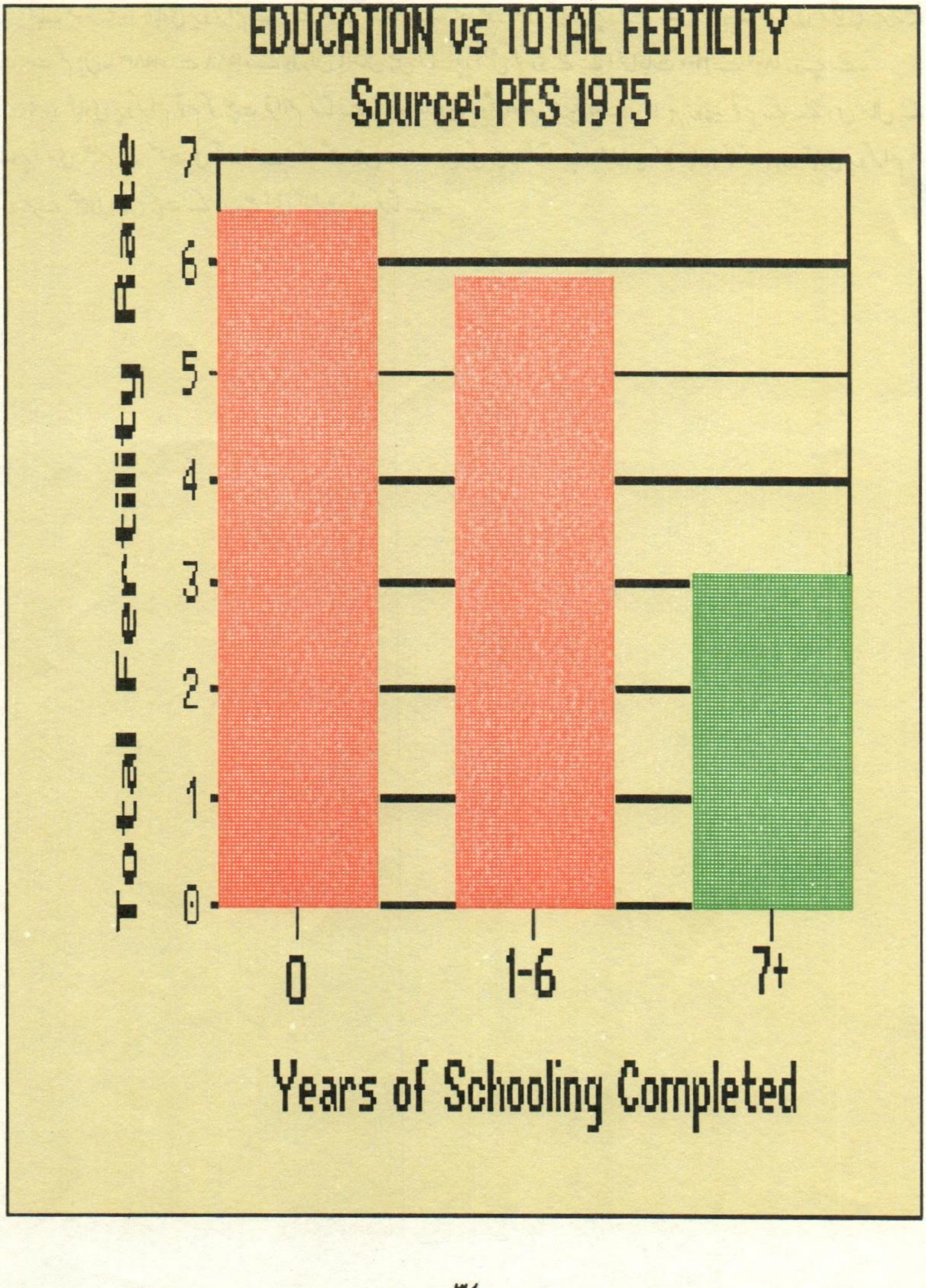

ایک موثر بہبود آبادی پروگرام کے لئے سرمایہ درکار ہے۔ بہر طور بہبود آبادی پروگرام کے اخراجات دوسری ترقیاتی سرگرمیوں کی نسبت بہت کم ہیں۔ ۱۹۸۳ء سے ۱۹۸۸ء کے دوران پاکستان میں ایک پیدائش کو روکنے کے اخراجات ۱۶۰۰ سے ۱۸۰۰ روپے تھے۔

بہبود آبادی پروگرام قوم کو بچت فراہم کرتا ہے۔ بہبود آبادی پروگرام پر خرچ ہونے والا ہر روپیہ قوم کے لئے دس سال کے اندر صرف پرائمری تعلیم اور صحت کی نگہداشت کے شعبے میں ۲٫۶۵ روپے کی بچت کرتا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا بجا ہو گا کہ بہبود آبادی پروگرام حکومت کے دوسرے شعبوں میں بچت کے ذریعے اپنی کفالت خود کرتا ہے۔

مجموعی نتائج

معاشی و معاشرتی ترقی پر تیز رفتار اضافہ آبادی کے متعدد اور دیرپا اثرات پڑتے ہیں۔ جو ملک کی مجموعی ترقی اور عام انسان کی معیار زندگی کے حصول کی راہ میں رکاوٹ کا کام کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں اضافہ آبادی کی شرح کو کم کرنے کے لئے ایک موثر بہبود آبادی کا پروگرام کئی طریقوں سے ملک کی ترقیاتی سرگرمیوں کا معاون بن سکتا ہے۔

شرح پیدائش میں کمی کا ماں اور بچے کی صحت پر فوری اثر پڑتا ہے اور صرف پانچ سال کے عرصے میں سکول کے داخلوں کی شرح اور تعلیمی اخراجات پر اس کے اثرات ظاہر ہونے شروع ہو جائیں گے۔ زیر کفالت بچوں کا تناسب فوری طور پر اس سے متاثر ہو گا۔ شہری سہولیات اور سرمایہ کاری کی ضرورتیں اس کے دیرپا اثرات کے ضمن میں آتے ہیں۔

اضافہ آبادی کی بلند شرح کے باعث آبادی کو موثر خاندانی منصوبہ بندی کی خدمات فراہم کرنے میں ہر تاخیر مستقبل کے زیادہ بوجھ کی طرف لے جاتی ہے۔ اگر اب موثر پروگرام شروع کیا جائے تو پچاس سال میں آبادی ۲۹ء۲ کروڑ تک بڑھ جائے گی۔ اگر ایک موثر پروگرام پر عمل کرنے میں دس سال کی تاخیر کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پچاس سال میں ۹ کروڑ افراد کا آبادی میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔

موجودہ بہبود آبادی پروگرام کی راہ میں کئی مجبوریاں حائل ہیں۔ مثلاً" عوام تک مانع حمل ادویات کی رسائی کی مشکلات (صرف ۲۵ فیصد افراد کی سرکاری و غیر سرکاری خدمات تک رسائی) اور مشکل معاشرتی و معاشی ماحول (خصوصاً تعلیم نسواں اور افرادی قوت میں خواتین کی شرکت کی پست شرح)۔

پروگرام کی کامیابی کے لئے مختلف اقدامات کی ضرورت ہے جس میں اہم ترین مندرجہ ذیل ہیں۔

اعلیٰ سطح پر سیاستدانوں کی بھرپور حمایت حاصل کرنا۔

باہم وابستہ شعبہ جات مثلاً" عورتوں کی تعلیم و ملازمت کے بہتر مواقع کو اہمیت دینا۔

ذرائع ابلاغ کے ذریعے صحت اور خاندانی منصوبہ بندی کی موثر اطلاعات فراہم کرنا۔

تمام صحت کے اداروں کے ذریعے خاندانی منصوبہ بندی کی خدمات کو فراہم کرنا۔

خاندانی منصوبہ بندی میں (نجی) شعبہ کی شرکت کو بڑھانا۔

عالمی وسائل میں اضافہ کرنا۔

ماخذ

پاکستان کی مردم شماری رپورٹ ۱۹۸۱ء

حکومت پاکستان، تنظیم مردم شماری، شماریات ڈویژن، اسلام آباد دسمبر ۱۹۸۸ء

پاکستان اکنامکس سروے ۸۸۔۱۹۸۷ء

حکومت پاکستان، فنانس ڈویژن، اسلام آباد ۱۹۸۸ء

پاکستان کنٹرا سیپٹو پریویلنس سروے ۸۵۔۱۹۸۴ء

حکومت پاکستان، بہبود آبادی ڈویژن، اسلام آباد اکتوبر ۱۹۸۶ء

پاکستان ڈیموگرافک سرویز ۸۸۔۱۹۸۴ء

حکومت پاکستان، فیڈرل بیورو آف سٹیٹکس، شماریات ڈویژن کراچی

پاکستان فرٹیلٹی سروے

حکومت پاکستان، پاپولیشن پلاننگ کونسل، اسلام آباد اکتوبر ۱۹۷۶ء

ساتواں پنجسالہ منصوبہ ۹۳۔۱۹۸۸ء و پرسپکٹو پلان ۲۰۰۳۔۱۹۸۸ء

حکومت پاکستان، منصوبہ بندی کمیشن اسلام آباد

پاکستان افرادی قوت و نقل مکانی سروے ۱۹۷۹ء

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس اسلام آباد

پاکستان میں آبادی کی حالت ۱۹۸۷ء

قومی اداہ برائے مطالعہ آبادی، بہبود آبادی ڈویژن، اسلام آباد نومبر ۱۹۸۸ء

پاکستان میں تیز رفتار اضافہ آبادی تشویش اور نتائج

عالمی بنک، واشنگٹن ڈی سی ۱۹۸۹ء

NATIONAL INSTITUTE OF POPULATION STUDIES (NIPS)

Conceived to fulfil explicit aims, NIPS is set out to play a key role in the dynamics of national population and its complexities. Its canvas of activities is challengingly broad embracing socio-economic dimensions of a determined young nation. An autonomous organisation with a Board of Governors and an Advisory Committee of experts, NIPS functions as population and human resource development instrument of the Ministry of Planning and Development.

NIPS's charter assigns to it the responsibility of undertaking interdisciplinary research, impact studies of the population welfare programme, dissemination of information, training, special surveys and action-oriented research. It acts to interlink monitoring of development strategies with the changing demographic situation. Thus at macro level NIPS concerns with Population and development; Policy and programme evaluation; Social and behavioral change, surveys and action-oriented research pertaining to population welfare undertaken by both the public and private sectors.

SHORT TERM OBJECTIVES

Initiate methodological research insights in demographic impact of development variables and components of population welfare concepts.

Establish a population growth survey system.

Organise and promote regular intercommunication between Pakistani and international experts.

Serve as repository of demographic data and oversee sectoral, regional and national data base.

Design demographic models to facilitate systematic review and research of population factors in social and economic policies.

Help evolve comprehensive population policies and measures.

Promote an understanding of interaction between population and planning sectors.

Harmonise decision making and research in population through effective utilisation of findings.

Impart training to NIPS staff and that of sister organisation in research methodology and relevant existing data.

Assess results of innovative approaches to population and development planning and carry out improvement of vital statistics.

Assess results of innovative approaches to population and development planning and carry out improvement in the system of vital statistics collection.

Prepare an annual report on the state of the population in Pakistan.

Assist Population Welfare Division in the identification and formulation of strategies and monitoring of defined objectives and evaluation of the population welfare programme.

LONG TERM OBJECTIVES

Organise and promote research, survey, seminars, conferences, experiments and demonstrations in the spheres of population, social development, and general demography to stimulate and strengthen efforts in socio-economic and demographic development.

Contribute to the development of manpower and institution building by facilitating training in population and development planning, demographic analysis and evaluating research techniques.

Assist and advise both governmental and non-governmental organisations on modern research techniques and methodologies, population and development inter-relationships, impact of population programme and demographic trends and patterns.

Bring out a journal and prepare research papers, studies, policy analysis and other works and operate as a central clearing house in the field of population.